نادر و نایاب اشعار

اگر بخشے زہے قسمت نہ بخشے تو شکایت کیا
سرِ تسلیم خم ہے جو مزاج یار میں آئے

شبِ وصال ہے گُل کر دو ان چراغوں کو
خوشی کی بزم میں کیا کام جلنے والوں کا

بھانپ ہی لیں گے اشارہ سرِ محفل جو کیا
تاڑنے والے قیامت کی نظر رکھتے ہیں

ظلم بچے جن رہا ہے کوچہ و بازار میں
عدل کو بھی صاحبِ اولاد ہونا چاہیے

ترکِ تعلقات پہ رویا نہ تُو نہ میں
لیکن یہ کیا کہ چین سے سویا نہ تُو نہ میں

ہر لفظ کو کاغذ پہ اتارا نہیں جاتا
ہر نام سرِ عام پکارا نہیں جاتا

مؤلف
ڈاکٹر آصف ریاضِ قدیر

کھُلتا کِسی پہ کیوں مرے دل کا معاملہ
شِعروں کے انتخاب نے رُسوا کیا مجھے
___ غالبؔ

نادرونایاب اشعار

مؤلف

ڈاکٹر آصف ریاضِ قدیر

"Naadir-o-Naayaab Ashaar"

Compiled by

Dr. Asaf Riyaz-i-Qadeer

Houston-Texas - United States of America

ISB No: 978-969-8943-22-6

جملہ حقوق محفوظ

نام کتاب : نادرونایاب اشعار

مؤلف : ڈاکٹر آصف ریاضِ قدیر

سالِ اشاعت: 2013ء

سرورق :

تعداد : ایک ہزار

مطبع :

فنی تدوین : اصغر عابد

ناشر :

قیمت :

انتساب

والدہ محترمہ

بیگم انور ریاضِ قدیر

اور

اپنی پیاری بیگم

لیڈی ڈاکٹر تحسین حمید قدیر

کے نام

جن کی وجہ سے میں آج یہاں تک پہنچا

ملاقات

نام: ڈاکٹر آصف ریاضِ قدیر

والد کا نام: ڈاکٹر ریاضِ قدیر

پیدائش: 15 فروری 1945، امرتسر (انڈیا)

تعلیم:
- ☆ ایف ایس سی، گورنمنٹ کالج لاہور، 1964
- ☆ ایم بی بی ایس، کِنگ ایڈورڈ میڈیکل کالج، لاہور، 1969
- ☆ ایم سی پی ایس سرجری۔ پاکستان۔ 1973ء

مصروفیات:

☆ *President,*
Doctor's Hospital, Tidwell
Houston-Texas

☆ *Chief of Staff*
Triumph Hospital North Houston - Texas

☆ *Ex-Fellow Cardiovascular Surgery*
Baylor College of Medicine
Houston - Texas

☆ *Senior Registrar*
Cardiovascular and General Surgery,
MAYO Hospital for ten years.

اعزازات:

☆ Physician of the Year, Texas - 2005.
☆ Ronald Reagon Gold Medal, 2005.
☆ PAPNA

موجودہ پتہ

Triumph Medical Plaza,
7333 North Freeway, Suite No. 111
Houston - Texas 77076
United States of America.

E-mail: *drasaf@aol.com*
Web: *www.qfamilycare.com*

مؤلف کی دیگر کتابیں

☆منتخب پنجابی شاعری (بابا فرید سے عصرِ حاضر تک)
☆منتخب مزاحیہ کلام (جعفر زٹلّی سے عصرِ حاضر تک)
☆منتخب نثر پارے
☆منتخب اقوال زریں (Quotable quotes)
☆علامہ اقبال اور غالب کے منتخب اشعار

عرضِ مؤلف

ــــــــ ڈاکٹر آصف ریاضِ قدیر

میرے وہم وگمان میں بھی نہیں تھا کہ میں بھی کبھی مؤلف بن جاؤں گا مگر یہ ہونا تھا سو ہُوا ورنہ:

میں نے تو یونہی ریت میں پھیری تھیں انگلیاں
دیکھا جو غور سے تری تصویر بن گئی

قِصہ یُوں ہے کہ ڈاکٹری کی تعلیم حاصل کرنے کے باوجود شعروادب کا شوق مجھے بچپن سے ہی تھا بلکہ یُوں کہیے تو زیادہ موزوں ہوگا کہ یہ موروثی طور پر ودیعت ہُوا تھا۔ میرے والد صاحب پروفیسر ڈاکٹر ریاضِ قدیر لاہور کے ایک مشہور ومعروف سرجن اور کِنگ ایڈورڈ میڈیکل کالج کے پرنسپل تھے چنانچہ اکثر سینئر ادیبوں اور قلمکاروں کا علاج معالجے کے سلسلے میں ان کے ہاں آنا جانا لگا رہتا تھا اور ان میں سے بعض گھر پر بھی تشریف لے آتے تھے چنانچہ مجھے بھی ان سے ملاقات اور گفتگو کا شرف حاصل ہوجاتا تھا۔ بعد ازاں جب میں خود سرجن ڈاکٹر بن گیا تو بھی علاج معالجے کا یہ سلسلہ جاری رہا اور مجھے بڑی بڑی ادبی شخصیات کے ساتھ وقت گزارنے کے نہ صرف وافر مواقع مِلے بلکہ انھیں قریب سے دیکھنے، ان کی گفتگو سننے اور ان سے مستفید ہونے کا شرف بھی حاصل ہُوا۔ انہی شخصیات میں صوفی تبسم بھی شامل تھے جو طویل عرصے تک میرے زیرِ علاج رہے۔ صوفی صاحب انتہائی مرنجاں مرنج اور مجلسی آدمی تھے چنانچہ اکثر و بیشتر اپنے گھر پر شاعروں کی بیٹھک اور شب دیگ کا اہتمام کرتے اور مجھے بھی اس میں بلا لیا کرتے۔ ایک مرتبہ یُوں ہُوا کہ جب میں صوفی صاحب کے ہاں پہنچا تو وہاں فیض احمد فیض بھی تشریف فرما تھے۔ تھوڑی دیر گپ شپ کے بعد فیض صاحب نے کتابچہ کھولا اور اپنا نیا کلام صوفی صاحب کے گوش گزار کرنے لگے۔ صوفی صاحب کلام کو بغور سُنتے ہوئے بعض اشعار پر سر دُھنتے اور بعض مقامات پر اصلاح تجویز فرما دیتے۔ فیض صاحب کی عُمر اس وقت ساٹھ سال سے متجاوز تھی لیکن اُستاد کے احترام کا یہ حال تھا کہ اب بھی کلام دکھائے اور سنائے بغیر مطمئن نہ ہوتے تھے۔ یہاں صوفی صاحب کے کئی شاگرد تشریف لاتے اور مجھے بھی صوفی صاحب کے ہمراہ ان کا کلام سننے کا موقع مِل جاتا۔ میں معروف اسکالر اور شاعر سید عابد علی عابد کا بھی خاص معالج رہا۔ ایک مرتبہ ہاسپٹل

میں کُچھ دن زیرِ علاج رہنے کے بعد تندرست ہو کر جانے لگے تو انھوں نے میرے حوالے سے ایک غزل بھی کہی۔ اس وقت اس غزل کا صرف ایک شعر یاد آ رہا ہے:

کیا مرے کانوں میں رس گھول رہا ہے کوئی

نہیں یہ بات نہیں محوِ بیاں ہے آصف

بعد ازاں میں امریکہ آ گیا تو یہاں بھی پاکستان اور بھارت سے بلائے جانے والے سینئر اور نامور شعراء کی میزبانی کے فرائض سرانجام دینے میں خوشی محسوس ہوتی رہی۔ یہ سلسلہ اب تک جاری ہے اور اسی ادب/ادیب دوستی کے نتیجے میں منتظمین بعض اوقات مجھے بھی اسٹیج پر بٹھا دیتے ہیں۔ 2008 میں واشنگٹن میں جناب احمد فراز نے اُردو کا جو آخری مشاعرہ پڑھا میں اس میں بھی موجود تھا۔ اس سے ایک روز قبل اسی جگہ پنجابی مشاعرہ تھا جس کی صدارت میرے ذمے تھی۔ امریکہ کے بابائے پنجابی اور انتہائی اہم و محترم شاعر ڈاکٹر امان اللہ خان بھی میرے ہمراہ اسٹیج پر تشریف فرما تھے کہ سامنے سے احمد فراز صاحب آتے ہوئے دکھائی دیئے۔ میں نے ڈاکٹر امان اللہ خان کے ہمراہ نیچے اُتر کر جناب احمد فراز سے درخواست کی کہ آپ اسٹیج پر آ کر صدارت کریں مگر انھوں نے کہا کہ میں صدارت نہیں کرنا چاہتا بلکہ مشاعرہ سُننا چاہتا ہُوں چنانچہ وہ تا دیر مشاعرہ گاہ میں بیٹھے رہے۔ اسی طرح 2009 میں کنگ ایڈورڈ میڈیکل کالج سے فارغ التحصیل ڈاکٹروں کی جانب سے سینٹ لوئس میں جو مشاعرہ برپا کیا گیا اسکے مہمان خصوصی جناب عطاء الحق قاسمی تھے جبکہ مجھے صدارت کا فریضہ سرانجام دینے کے لیے مُنتخب کیا گیا۔ اس مشاعرے کو ڈاکٹر انعام الحق جاوید نے اپنے شگفتہ کلام سے جس طرح لوٹا یہ منظر مجھے اب تک نہیں بھولتا۔

مجھے یاد پڑتا ہے کہ غالبًا میں آٹھویں یا نویں میں تھا جب اساتذہ کے شعر پڑھنے اور شعر فہمی کا چسکا پڑا اور پھر یہ چسکا بڑھتا ہی چلا گیا کیونکہ اکثر اشعار پڑھ کر مجھے یُوں محسوس ہوتا تھا جیسے یہ میری اپنی زندگی کے بارے میں ہیں۔ اسی طرح بعض اشعار میں پائی جانے والی دانش اور دانائی نے مجھے متاثر کیا اور بعض اشعار کے ذریعے میں عام لوگوں کی نفسیاتی زندگی میں جھانکنے کے قابل ہُوا، چنانچہ مجھے جو شعر اچھا لگتا تھا یا غزل اچھی لگتی تھی اور نثر کی کتابوں میں دانش و دانائی کے جو فقرے یا پیرے یا اقوالِ زریں دل کو لگتے تھے میں انھیں مصنف/شاعر کے نام سمیت اپنے رجسٹر میں منتقل کر لیتا تھا تاکہ یہ بُھول نہ جائیں اور میں فرصت کے لمحات میں انھیں بار بار انجوائے

کر سکوں۔ یہی صورت حال پنجابی کے کلاسیکل شعراء کے ساتھ تھی۔ چونکہ پنجابی میری مادری زبان ہے لہٰذا بابا فرید، سلطان باہو، بُلھے شاہ، وارث شاہ اور دیگر شعراء کا کلام پڑھتے ہوئے ان کی منظوم داستانوں یا ابیات میں سے جو ٹکڑے یا حصے اچھے لگتے تھے انھیں رجسٹروں اور ڈائریوں پر منتقل کر لیتا تھا۔ یہ میری فارغ وقت کی ہابی تھی جس میں مجھے قلبی سکون بھی ملتا تھا اور ذہنی تسکین بھی۔ یہ سلسلہ برس ہا برس تک جاری رہا اور اب بھی جاری ہے تاہم دیگر پیشہ ورانہ مصروفیات کے باعث اب اس کی رفتار خاصی دھیمی ہو چکی ہے۔

کِنگ ایڈورڈ میڈیکل کالج میں تعلیم کے دوران مجھے ''یونین گزٹ آف کالج'' کے اسٹاف رپورٹر اور ایڈیٹر ہونے کا شرف بھی حاصل رہا اور ہم کالج کے رسالے ''کیمکول'' میں ادبی تخلیقات بھی پیش کیا کرتے تھے۔ علاوہ ازیں میں کالج کی ڈرامیٹک کلب کا سیکرٹری تھا اور سالانہ ڈراما بھی پروڈیوس کیا کرتا تھا۔ یہ شاید اسی ادبی ذوق کا نتیجہ ہے کہ کبھی کبھی مجھے خود بھی شعر کہنے کا اُبال اٹھتا ہے اور میں کُچھ نہ کُچھ لکھ کر اپنی کاپی میں چھپاتا رہتا ہوں۔ ان میں سے آج صرف دو شعر آپ کی نذر کرنے کی جسارت کر رہا ہوں:

کبھی یقین میں ہوتا ہوں اور کبھی گمان میں ہوتا ہُوں
کسی کو دھیان میں رکھتا ہُوں اور کسی کے دھیان میں ہوتا ہُوں
اتنے برسوں بعد بھی آصفؔ کیا بتلاؤں تم کو میں
امریکہ میں رہتا ہُوں اور پاکستان میں ہوتا ہُوں

کُچھ عرصہ قبل مجھے کُچھ وقت میسر آیا اور میں نے اپنے رجسٹروں اور ڈائریوں کو کھنگالنا شروع کیا تو مجھے ایک دقت محسوس ہوئی کیونکہ ان میں سب کُچھ گڈ مڈ لکھا ہُوا تھا یعنی شعر بھی، نثری ٹکڑے بھی، غزلیں بھی، پنجابی بھی اور اقوالِ زریں بھی بغیر کسی ترتیب کے آگے پیچھے درج تھے چنانچہ میں نے سوچا کہ انھیں الگ الگ کر لینا چاہیے تاکہ جب اچھے شعر پڑھنے کا موڈ ہو تو شعروں والی ڈائری اٹھائی جائے۔ یہ عمل آہستہ آہستہ ہوتا رہا اور میں نے کٹ اینڈ پیسٹ کے ذریعے اپنے لیے سات آٹھ ڈائریاں تیار کر کے رکھ لیں۔ یہ کتاب ان ہی ڈائریوں میں سے ایک ڈائری ہے۔

میں نہ تو محقق ہوں اور نہ ہی مجھے استناد کا کوئی دعویٰ ہے۔ میں نے یہ شعر جس طرح پڑھے سنے تھے اُسی طرح پیش کر دیئے ہیں۔

گر قبول افتد زہے عزّ و شرف

پیش لفظ

ـــــــــ ڈاکٹر انعام الحق جاوید

میں نے ڈاکٹر آصف ریاضِ قدیر کی مرتب کردہ ڈائری جستہ جستہ پڑھی تو محسوس ہوا کہ اس میں اشعار کا ایک ایسا خزینہ دفن ہے جسے باہر نکال کر عام کرنا ضروری ہے۔ جناب ناصر زیدی اس نوعیت کا کام اپنے کالموں کے ذریعے کیا کرتے تھے اور مختلف حوالے دے کر بتایا کرتے تھے کہ فلاں شعر کی اصل عبارت یہ ہے اور فلاں شعر فلاں شاعر کا نہیں بلکہ فلاں شاعر کا ہے۔اسی طرح ہمارے دوست آصف بھّلی بھی اس فن میں کافی مہارت رکھتے ہیں اور منتخب اشعار کی جمع آوری ان کا بھی محبوب مشغلہ رہا ہے۔ یہ ایک ایسا جان جوکھوں کا کام ہے جس کو صرف وہی لوگ ہاتھ ڈال سکتے ہیں جن کے حوصلے ہوں زیاد، کیونکہ اساتذہ کے اشعار جن تذکروں کے ذریعے ہم تک پہنچے ہیں ان میں بھی کافی اختلاف پایا جاتا ہے اور اس میں راویوں کی غلط روایت، مؤلفین کی اپنی اپنی ذہنی اُپج اور خوشنویسوں اور پروف خوانوں کی ''کرامات'' بھی شامل ہیں جو کتابت کی غلطیاں ڈالنے کے علاوہ بعض اوقات شعراء اور مؤلفین ومرتبین کی اصلاح کا فریضہ بھی سرانجام دے دیا کرتے تھے۔ پھر طرحی مشاعروں اور طرحی غزلوں نے بھی التباس کی کیفیت پیدا کی اور تضمین کرنے والوں نے بھی اشتباہ کے مواقع فراہم کئے چنانچہ کتاب در کتاب یہ غلطیاں صدقۂ جاریہ کی طرح پھیلتی چلی گئیں اور اب بعض جگہ ان غیر منقولہ جائیدادوں کے اصل مالکین کو تلاش کرنا اگر ناممکن نہیں تو دشوار ضرور ہو چکا ہے۔

یہ تو اس دور کی بات ہے جب پریس اتنا عام نہ تھا جب کہ آج بھی صورتِ حال یہ ہے کہ بعض غلط فہمیوں کی بنا پر بعض اشعار یا مصرعے اصل کی بجائے دوسرے شاعروں کے نام سے مشہور ہو چکے ہیں۔ مثلاً دلاور فگار کا ایک مشہور قطعہ ہے:

حاکمِ رشوت ستاں فکرِ گرفتاری نہ کر
کر رہائی کی کوئی آسان صورت چھُوٹ جا
میں بتاؤں تجھ کو تدبیرِ رہائی مُجھ سے پُوچھ
''لے کے رشوت پھنس گیا ہے دے کے رشوت چھُوٹ جا''

درج بالا قطعے کا چوتھا مصرعہ (جو کہ اس قطعے کا مرکزی جوہر ہے) حضرتِ دلاور فگار کا نہیں بلکہ جناب رئیس امروہوی کا ہے۔ روزنامہ جنگ میں ان کے چھپنے والے قطعات کتابی

صورت میں شائع ہو چکے ہیں اور ان میں یہ موجود ہے۔شہنشاہِ ظرافت حضرت دلاور فگار نے اس مصرعے کو تضمین کے طور پر استعمال کیا تھا لیکن ظاہر ہے کہ مشاعروں میں پڑھتے وقت وہ اپنے کلام میں واوین نہیں لگا سکتے تھے جس کا نتیجہ یہ نکلا کہ جب ان کا دیوان چھپا تو اس میں بھی واوین نہیں تھے جس کے باعث حضرتِ رئیس امروہوی اس سین سے آؤٹ ہو گئے۔اسی طرح ایک بہت مشہور شعر ہے:

چمن میں رنگ و بُو نے اس قدر دھوکے دیے مجھ کو
کہ میں نے ذوقِ گل بوسی میں کانٹوں پر زباں رکھ دی

جسے راولپنڈی کے سِکہ بند اُستاد شاعر جناب اختر ہشیار پوری مرحوم نے اپنے ایک مجموعے کے پہلے صفحے پر اپنے معروف شعر کے طور پر جلی حروف میں درج کیا لیکن جناب ناصر زیدی نے تحقیقی ریکارڈ درست رکھنے کی خاطر اس کے خلاف ایک بھرپُور کالم لکھ کر ثابت کیا کہ یہ شعر اختر ہوشیار پوری کا نہیں ہے۔کسی نے کہا کہ یہ حفیظ ہوشیار پوری کا ہے جبکہ منتخب اشعار کی ایک سے زائد کتب میں یہ شعر سیماب اکبر آبادی اور نخشب جارچوی کے نام سے بھی درج ہے۔ اس التباس کی غالب وجہ یہی دکھائی دیتی ہے کہ اس زمین میں بہت سے شُعراء نے طبع آزمائی کی اور پھر ''کُو بہ کُو پھیل گئی بات شناسائی کی''

اسی طرح ایک اور شعر ہے جو تین مستند کتابوں میں تین طرح ملتا ہے۔

شکست و فتح نصیبوں سے ہے امیر ولے
مقابلہ تو دلِ ناتواں نے خوب کیا

(نواب یار محمد خان امیرؔ)

شکست و فتح مقدر سے ہے ولے اے میرؔ
مقابلہ تو دلِ ناتواں نے خوب کیا

(میر تقی میر)

شکست و فتح میاں اتفاق ہے لیکن
مقابلہ تو دلِ ناتواں نے خُوب کیا

(محمد یار خان امیرؔ)

اور تو اور حُسن الدین احمد کی کتاب ''زبان زد اشعار'' (مطبوعہ ولا اکادمی حیدر آباد بھارت۔1982) کے ص 9 پر یہ شعر:

ہم آہ بھی کرتے ہیں تو ہوجاتے ہیں بدنام
وہ قتل بھی کرتے ہیں تو چرچا نہیں ہوتا

صفی اورنگ آبادی کے نام سے دیا گیا ہے، جب کہ یہ شعر اکبرالہ آبادی کا ہے۔اسی طرح اس کتاب کے ص 13 پر یہ شعر:

خدا نے آج تک اس قوم کی حالت نہیں بدلی
نہ ہو جس کو خیال آپ اپنی حالت کے بدلنے کا

حالی کے نام سے دیا گیا ہے جب کہ یہ مولانا ظفر علی خان کا ہے اور ان کے اخبار ''زمیندار'' کے سرورق پر چھپتا رہا ہے۔

جب تک میں نے ہیوسٹن میں مقیم شاعر ذرّہ حیدر آبادی کی کتاب کا دیباچہ نہیں پڑھا تھا دیگر بہت سے اہلِ قلم کی طرح مجھے بھی پتہ نہیں تھا کہ درجِ ذیل شعر میرؔ کا نہیں بلکہ مہاراج بہادر برق کا ہے اور اصل شعر یُوں ہے:۔

وہ آئے بزم میں اتنا تو برقؔ نے دیکھا
پھر اس کے بعد چراغوں میں روشنی نہ رہی

الغرض اس طرح کی سینکڑوں مثالیں موجُود ہیں جہاں شعر بدل گئے ہیں یا شاعر بدل گئے ہیں جِس کے باعث حقیقت تک رسائی کے آثار خاصے دُھندلے دکھائی دیتے ہیں۔اس سلسلے میں قوالوں اور معروف گلوکاروں نے بھی اپنا بھرپُور حِصہ ڈالا ہے چنانچہ اکثر محققین پوچھتے پھر رہے ہوتے ہیں کہ غالب یا بہادر شاہ ظفر یا فیض کی فلاں غزل میں جو یہ شعر گایا گیا ہے یہ ان کے کِس دیوان میں مِلے گا؟ اور ان کی پریشانی جائز بھی ہوتی ہے کیونکہ وہ تمام دستیاب دیوان کھنگال چُکے ہوتے ہیں۔

اس تحریر سے میرا مقصد دوسروں کی غلطیاں نکالنا نہیں اور نہ ہی میں کسی طرح کے استناد کا دعویدار ہُوں۔مقصود صرف یہ بتانا ہے کہ یہ خاصی الجھی ہوئی صورت حال ہے اور اس سلسلے میں حقیقت تک پہنچنے کی حتی الوسع کوشش ہی کی جاسکتی ہے جو بعض صورتوں میں ناکام اور بعض صورتوں میں غلط بھی ہوسکتی ہے۔

اس سلسلے میں دیگر کا تو ذکر ہی کیا قاضی عبدالوُدود جیسے محقق بھی بے بس دکھائی دیتے ہیں۔اپنی بات کی تصدیق کے لیے یہاں پر میں اس کی نشاندہی بھی کیے دیتا ہُوں تا کہ پڑھنے

والے اندازہ کر سکیں کہ اتنی محنت اور غوّاصی کے باوجود اکثر اوقات سعئ نا مشکور کی صورت برقرار رہتی ہے۔ مثلاً:

یادگارِ زمانہ ہیں ہم لوگ
سن رکھو تم، فسانہ ہیں ہم لوگ

چونکہ یہ شعر رجب علی بیگ سرور نے ''فسانۂ عجائب'' کے شروع میں دیا ہُوا ہے اس لیے یہ اکثر کتب میں ان کے نام سے ہی درج ہے حتّٰی کہ مرزا غالب نے میر تفتہ کے نام خط میں بھی اسے رجب علی بیگ سرور کے نام سے لِکھا ہے جبکہ بنارس یونیورسٹی کے سابق پروفیسر اور نامور محقق حنیف نقوی کی مفصل تحقیق کے مطابق یہ شعر مصحفی کے شاگرد نور الاسلام منتظر نقوی کا ہے۔ علاوہ ازیں اکثر کتابوں میں اس کا مصرعہ ثانی ''یاد رکھنا، فسانہ ہیں ہم لوگ'' لِکھّا ہوا ملتا ہے۔ غالب نے بھی اسی طرح نقل کیا تھا جبکہ اصل مصرعہ وہی ہے جو اوپر شعر میں دیا گیا ہے۔

پُھول تو دو دن بہارِ جاں فزا دکھلا گئے
حسرت ان غنچوں پہ ہے جو بن کِھلے مُرجھا گئے

شیخ ابراہیم ذوق کا یہ شعر اسی طرح معروف ہے حالانکہ اس کا اصل مصرع اولیٰ یُوں ہے۔ ''کِھل کے گُل کچھ تو بہار اپنی صبا دکھلا گئے'' لیکن چونکہ یہ مصرعہ رواں دواں نہ تھا اور شعر کے ضرب المثل بننے میں رکاوٹ تھا چنانچہ عوام نے اسے اپنے رندے سے درست کر دیا۔

خدا کی دین کا موسیٰ سے پوچھئے احوال
کہ آگ لینے کو جائیں پیمبری مِل جائے

یہ شعر بالعموم نواب آصف الدولہ سے منسوب ہے لیکن قاضی عبدالوُدود کی تحقیق کے مطابق آغا علی خان مہر لکھنوی کی تخلیق ہے اور ایک رسالے کی صورت میں شائع شدہ طویل سلسۂ اشعار سے تعلق رکھتا ہے جن کے قوافی ''پری'' اور ''ہری'' وغیرہ ہیں اور ردیف ''ہو جائے'' ہے لیکن مذاقِ عام نے ردیف کو عوامی مزاج اور روزمرہ سے ہم آہنگ کر کے ''مل جائے'' کر دیا۔

بعد مرنے کے مری قبر پہ آیا وہ میر
یاد آئی مرے عیسیٰ کو دوا میرے بعد

یہ شعر میر تقی میر سے منسوب ایک مشہور غزل کا مقطع ہے لیکن حنیف نقوی کی تحقیق کے مطابق یہ شعر میر تقی میر کے صاحبزادے میر عسکری عرف میر کلو عرش کا ہے جو ان کے مطبوعہ دیوان

میں شامل ہے اوراس کی اصل صورت یہ ہے

زندگی بھر نہ ملا، قبر پہ آیا آخر
کی مرے درد کی عیسیٰ نے دوا میرے بعد

ایسی صورت حال کے پیشِ نظراس سلسلے میں صرف یہی کیا جا سکتا ہے کہ واللہ اعلم بالصّواب!

چونکہ ایک عام آدمی کو شعر سے غرض ہوتی ہے شاعر سے نہیں چنانچہ وہ صرف یہ دیکھتا ہے کہ کیا کہا گیا ہے جبکہ علمائے ادب کے نزدیک یہ بات انتہائی اہمیت رکھتی ہے کہ اصل شاعر کون ہے اور شعر کے اصل الفاظ کیا ہیں۔اس سلسلے میں کئی کتابیں شائع ہو چکی ہیں جن میں درج ذیل کتب بھی شامل ہیں:

- ''نوادرات'' (انتخاب کلام شعراء) مرتبہ ڈاکٹر عبدالقدیر خان
- ''انتخاب کلام شعراء'' مرتبہ ڈاکٹر عبدالقدیر خان
- ''اردو کے ضرب المثل اشعار'' تالیف محمد شمس الحق
- ''آوارہ گرد اشعار'' مرتبہ قاضی عبدالوُدود
- ''زبان زد اشعار'' مرتبہ حُسن الدین احمد
- ''پیمانۂ غزل'' تالیف محمد شمس الحق
- ''صدی کی منتخب غزلیں'' محمد آصف بھلّی
- ''جدید شعرائے اُردو'' مرتبہ ڈاکٹر عبدالوحید
- ''نکات الشعراء'' میر تقی میر
- ''آبِ حیات'' مولانا محمد حسین آزاد

کوئی انتخاب بھی کبھی حتمی نہیں ہوتا بلکہ یہ سب کُچھ ذاتی پسند کے گرد گھومتا ہے تاہم ڈاکٹر آصف ریاضِ قدیر صاحب کے ذوق کی داد دی جانی چاہیے کہ انھوں نے ادیب نہ ہوتے ہوئے بھی دیارِ غیر میں بیٹھ کر ایک خاص حد تک مُستند ایک ایسی ادبی کتاب مرتب کر ڈالی ہے جس سے قارئین اپنی اپنی ضرورت کے مطابق تادیر استفادہ کرتے رہیں گے۔

(آ)

(سید محمد خان رِند)

آ عندلیب مِل کے کریں آہ و زاریاں
تو ہائے گُل پُکار میں چلاّؤں ہائے دِل

(☆☆)

آدمی پہچانا جاتا ہے قیافہ دیکھ کر
خط کا مضموں بھانپ لیتے ہیں لفافہ دیکھ کر

(میر وزیر علی صبا)

آپ ہی اپنے ذرا جوروستم کو دیکھیں
ہم اگر عرض کریں گے تو شکایت ہوگی

(ذوقؔ)

آخر گِل اپنی صَرفِ درِ میکدہ ہوئی
پہنچی وہیں پہ خاک جہاں کا خمیر تھا

(میر تقی میر)

آگ تھے ابتدائے عشق میں ہم
ہو گئے خاک انتہا یہ ہے

(امیر مینائی)

آنکھیں دکھلاتے ہو جوبن تو دکھاؤ صاحب
وہ الگ باندھ کے رکھا ہے جو مال اچھا ہے

(سراج لکھنوی)

آپ کے پاؤں کے نیچے دل ہے
اک ذرا آپ کو زحمت ہوگی

(ڈاکٹر انعام الحق جاوید)

آج کے دور میں ایسی کتنی باتیں سوچنے والی ہیں
گھر چیزوں سے بھرے ہوئے ہیں ذہن سکُوں سے خالی ہیں

(نواب آصف الدولہ)

آصف کو جان و مال سے اپنے نہیں دریغ
گر کام آئے خلق کی خدمت کے واسطے

(امیر مینائی)

آؤ امیر آج یہی مشغلہ سہی
اک روئے اور دوسرا پوچھے کہ کیا ہُوا؟

(جرأت الہ آبادی)

آگاہ اپنی موت سے کوئی بشر نہیں
سامان سو برس کا ہے پل کی خبر نہیں

(آغا شاعر قزلباش)

آدمی آدمی سے ملتا ہے
بات کرنی تو کُچھ گناہ نہیں

(شکیب جلالی)

آکے پتھر تو مرے صحن میں دو چار گرے
جتنے اس پیڑ کے پھَل تھے پسِ دیوار گرے

(عبدالحی تاباں)

آشنا ہو چُکا ہُوں میں سب کا
جس کو دیکھا، سو اپنے مطلب کا

(علامہ اقبال)

آئینِ جواں مرداں حق گوئی و بے باکی
اللہ کے شیروں کو آتی نہیں روباہی

(مولوی عبدالرّضا، رضا)

آدمی بلبلہ ہے پانی کا
کیا بھروسہ ہے زندگانی کا

(فقیر اللہ آزاد)

آئیں جہاں کی ساری آزاؔد صنعتیں پر
جس سے کہ یار ملتا ایسا ہُنر نہ آیا

(انجم رومانی)

آپس میں اختلاف تھا ان میں بہت مگر
انجمؔ مرے خلاف سبھی یک زباں ہوئے

(خواجہ محمد وزیر)

آنکھیں کھُلی ہوئی ہیں، عجب خوابِ ناز ہے
فتنہ تو سو رہا ہے، درِ فتنہ باز ہے

(☆☆)

آئینہ ان کا ٹوٹ گیا میرے ہاتھ سے
اب کوئی مُنہ دکھانے کی صورت نہیں رہی

(علامہ اقبال)

آنکھ جو کچھ دیکھتی ہے لب پہ آ سکتا نہیں
محوِ حیرت ہوں کہ دُنیا کیا سے کیا ہو جائے گی

(عبدالحمید عدم)

آگہی میں اک خلا موجود ہے
اسکا مطلب ہے خدا موجود ہے

(امام بخش ناسخ)

آتا ہے رحم کافر و مومن کے حال پر
بُت محوِ ناز ہے تو خدا بے نیاز ہے

(جاں نثار اختر)

آہٹ سی کوئی آئے تو لگتا ہے کہ تم ہو
سایہ کوئی لہرائے تو لگتا ہے کہ تم ہو

(آرزو لکھنوی)

آگئی پیری جوانی ختم ہے
صبح ہوتی ہے کہانی ختم ہے

(خواجہ حیدر علی آتش)

آنکھیں نہیں یہ چہرے پہ تیرے فقیر کے
دو ٹھیکرے ہیں بھیک کے دیدار کے لیے

(مظفر علی اسیر)

آج ساقی میں نہیں گو کہ مروّت باقی
خیر، زندہ ہے اگر یار تو صحبت باقی

(ضیاء الحق قاسمی)

آؤ گے مرے گھر تو گھٹا چھائی رہے گی
موسم کے فرشتے سے مری بات ہوئی ہے

(چراغ حسن حسرت)

آؤ حسنِ یار کی باتیں کریں
زلف کی رخسار کی باتیں کریں

(انور مسعود)

آئنہ دیکھ ذرا ، کیا میں غلط کہتا ہوں
تو نے مجھ سے بھی کوئی بات چھپا رکھی ہے

(تنویر سپرا)

آج بھی سپرا اس کی خوشبو مل مالک لے جاتا ہے
میں لوہے کی ناف سے پیدا جو کستوری کرتا ہوں

(منیر نیازی)

آواز دے کے دیکھ لو شاید وہ مل ہی جائے
ورنہ یہ عمر بھر کا سفر رائیگاں تو ہے

(آغا حشر کاشمیری)

آہ جاتی ہے فلک پر رحم لانے کے لیے
بادلو ہٹ جاؤ دے دو راہ جانے کے لیے

(شاد امرتسری)

آوارگی اُڑائے پھری مثلِ بوئے گُل
کوئی پکارتا ہی رہا عُمر بھر مجھے

(فیصل عجمی)

آوارگی میں اپنا ٹھکانہ کہیں نہ تھا
چلتے ہی جا رہے تھے کہ جانا کہیں نہ تھا

(چندو لال شاداں)

آتا نہیں جو سامنے مارے حجاب کے
ہم دل سے ہیں نثار اُسی آفتاب کے
(اختر رضا سلیمی)

آئے عدم سے ایک جھلک دیکھنے تری
رکھا ہی کیا تھا ورنہ جہانِ خراب میں
(☆☆)

آؤ نہ مری قبر پہ ہمراہِ رقیباں
مُردے کو مسلمان جلایا نہیں کرتے
(شبنم شکیل)

آدھی مان چُکی ہُوں اس کی
آدھی بات پہ اڑی ہوئی ہوں
(ذوق)

آدمیت اور شَے ہے علم ہے کچھ اور شَے
کتنا طوطے کو پڑھایا پر وہ حیواں ہی رہا
(ناصر)

آزاد طبع لوگ ہیں اللہ کے فقیر
منصب سے کچھ غرض ہے نہ مطلب ہے مال
(گلزار بخاری)

آنکھوں میں دُھول جھونکتا پھرتا ہے شہر شہر
سر پر بٹھا لیا ہے ہوا نے غبار کو

(الف)

(نواب علی اصغر خان اصغرؔ)

اگر بخشے زہے قسمت، نہ بخشے تو شکایت کیا
سرِ تسلیم خم ہے جو مزاج یار میں آئے

(عطاء الحق قاسمی)

اُسے اب بھُول جانے کا ارادہ کرلیا ہے
بھروسہ غالبًا خود پر زیادہ کر لیا ہے

(نواب مصطفیٰ خان شیفتہ)

اتنی نہ بڑھا پاکیءِ داماں کی حکایت
دامن کو ذرا دیکھ ذرا بندِ قبا دیکھ

(خواجہ اسد علی خان قلق)

ادا سے دیکھ لو جاتا رہے گِلہ دل کا
بس اک نگاہ پہ ٹھہرا ہے فیصلہ دل کا

(نواب کلب علی خان نواب)

ادا سے ناز سے غمزے سے مسکرانے سے
وہ دل کو لیتے ہیں مِل جائے جِس بہانے سے

(میر دوست علی خلیلؔ)

اہل دُنیا ہیں تمام اپنی غرض کے بندے
پڑگئی جب کوئی مشکل تو خدا یاد آیا

(نواب مصطفیٰ خان شیفتہ)

اُڑتی سی شیفتہ کی خبر کچھ سُنی ہے آج
لیکن خدا کرے یہ خبر معتبر نہ ہو

(حکیم آغا جان عیش)

اے شمع! صبح ہوتی ہے، روتی ہے کس لیے
تھوڑی سی رہ گئی ہے، اسے بھی گزار دے

(قمر جلالوی)

اب نزع کا عالم ہے مجھ پر تم اپنی محبت واپس لو
جب کشتی ڈوبنے لگتی ہے تو بوجھ اُتارا کرتے ہیں

(جسٹس شاہ دین ہمایوں)

اٹھو وگرنہ حشر نہیں ہوگا پھر کبھی
دوڑو زمانہ چال قیامت کی چل گیا

(شعری بھوپالی)

اگر کچھ تھی تو بس یہ تھی تمنا آخری اپنی
کہ وہ ساحل پہ ہوتے اور کشتی ڈوبتی اپنی

(چکبست)

اگر دردِ محبت سے نہ انساں آشنا ہوتا
نہ مرنے کا الم ہوتا نہ جینے کا مزا ہوتا

(نوح ناروی)

ادا آئی، جفا آئی، غرور آیا، حجاب آیا
ہزاروں آفتیں لے کر حسینوں کا شباب آیا

(حکیم آزاد انصاری)

افسوس بے شمار سخن ہائے گفتنی
خوفِ فسادِ خلق سے ناگفتہ رہ گئے

(مصطفیٰ زیدی)

انہی پتھروں پہ چل کر اگر آ سکو تو آؤ
مرے گھر کے راستے میں کوئی کہکشاں نہیں ہے

(علامہ اقبال)

ابھی تک آدمی صیدِ زبونِ شہر یاری ہے
قیامت ہے کہ انساں نوعِ انساں کا شکاری ہے

(ذوقؔ)

اے شمع تیری عمر طبیعی ہے ایک رات
ہنس کر گزار یا اسے رو کر گزار دے

(مولانا صفی)

اسلام کی فطرت میں قدرت نے لچک دی ہے
اُتنا ہی یہ ابھرے گا جتنا کہ دبا دیں گے

(نظم طبا طبائی)

ادا میں سادگی میں کنگھی چوٹی نے خلل ڈالا
شکن ماتھے پہ ابرو میں گرہ گیسو میں بَل ڈالا

(یگانہ چنگیزی)

اسی فریب نے مارا کہ کل ہے کتنی دُور
اس آج کل میں عبث دن گنوائے ہیں کیا کیا

(علامہ اقبال)

اقبال لکھنؤ سے نہ دِلّی سے ہے غرض
ہم تو اسیر ہیں خمِ زلفِ کمال کے

(افضال فردوس)

اس طرح ستایا ہے پریشان کیا ہے
گویا کہ محبت نہیں احسان کیا ہے

(ذوق)

اے ذوق دیکھ دخترِ رز کو نہ مُنہ لگا
چھٹتی نہیں ہے مُنہ سے یہ کافر لگی ہوئی

(☆☆)

ابھی تم طفلِ مکتب ہو، مرا دل لے کے کھو دو گے
تمھارے ہی لیے رکھّا ہے لے لینا جواں ہوکر

(☆☆)

ازل سے حُسن پرستی لکھی ہے قسمت میں
مرا مزاج لڑکپن سے عاشقانہ ہے

(ذوق)

اب تو گھبرا کے یہ کہتے ہیں کہ مرجائیں گے
مر کے بھی چین نہ پایا تو کِدھر جائیں گے

(مرزا معزالدین فطرت)

از زلفِ سیاہِ تو بدل دھوم پڑی ہے
در خانۂ آئینہ گھٹا جھوم پڑی ہے

(تنویر سپرا)

اے رات مجھے ماں کی طرح گود میں لے لے
دن بھر کی مشقت سے بدن ٹوٹ رہا ہے

(غالب)

ادائے خاص سے غالب ہُوا ہے نکتہ سرا
صلائے عام ہے یارانِ نکتہ داں کے لیے

(چراغ حسن حسرت)

اُمید تو بندھ جاتی، تسکین تو ہو جاتی
وعدہ نہ وفا کرتے، وعدہ تو کیا ہوتا

(نغمانہ کنول شیخ)

اک ایسا درد، جگر میں جگا دیا اس نے
مجھے تراش کے ہیرا بنا دیا اس نے

(نظام رامپوری)

انداز اپنا آئینے میں دیکھتے ہیں وہ
اور یہ بھی دیکھتے ہیں کوئی دیکھتا نہ ہو

(مرزا محمد رضا برق)

اذاں دی کعبے میں، ناقوس دیر میں پھُونکا
کہاں کہاں ترا عاشق تجھے پکار آیا

(امیر مینائی)

اچھے عیسیٰ ہو مریضوں کا خیال اچھا ہے
ہم مرے جاتے ہیں تم کہتے ہو حال اچھا ہے

(علامہ تاجور نجیب آبادی)

اہلِ چمن کو قیدِ قفس کی ہے آرزو
صیّاد سے بھی بڑھ کے ستم باغباں کے ہیں

(انجم خیالی)

ایک معصوم سا پرندہ بھی
اپنی جاگیر میں شکاری ہے

(☆☆)

ایسی ضد کا کیا ٹھکانہ، اپنا مذہب چھوڑ کر
میں ہُوا کافر تو وہ کافر مسلماں ہوگیا

(جلیل مانکپوری)

اس شان سے وہ آج پئے امتحاں چلے
فتنوں نے پاؤں چُوم کے پوچھا کہاں چلے

(غالب)

ایک ہنگامے پہ موقوف ہے گھر کی رونق
نوحۂ غم ہی سہی نغمۂ شادی نہ سہی

(اقبال)

اے طائرِ لاہوتی اس رزق سے موت اچھی
جِس رزق سے آتی ہو پرواز میں کوتاہی

(جرأت)

اس زلف پہ پھبتی شبِ دیجور کی سوجھی
اندھے کو اندھیرے میں بہت دُور کی سوجھی

(☆☆)

ایک اک کرکے ستاروں کی طرح لوٹ گئے
ہائے کیا لوگ مرے حلقۂ احباب میں تھے

(غالب)

اچھی صورت بھی کیا بُری شے ہے
جِس نے ڈالی بُری نظر ڈالی

(زاہد فخری)

اُٹھانا خود ہی پڑتا ہے تھکا ٹوٹا بدن فخری
کہ جب تک سانس چلتی ہے کوئی کندھا نہیں دیتا

(میر انیس)

انیس دَم کا بھروسہ نہیں ٹھہر جاؤ
چراغ لے کے کہاں سامنے ہوا کے چلے

(شوق لکھنوی)

اب کوئی اس میں کیا دلیل کرے
جِس کو چاہے خدا ذلیل کرے

(مرزا محمد رضا برق)

اے صنم وصل کی تدبیروں سے کیا ہوتا ہے
وہی ہوتا ہے جو منظورِ خدا ہوتا ہے

(ذوق)

اے ذوق کسی ہمدمِ دیرینہ کا ملنا
بہتر ہے ملاقات مسیحا و خضر سے

(جگر مراد آبادی)

اک لفظ محبت کا اتنا یہ فسانہ ہے
سمٹے تو دلِ عاشق، پھیلے تو زمانہ ہے

(زہرہ نگاہ)

اس امّید پہ روز چراغ جلاتے ہیں
آنے والے برسوں بعد بھی آتے ہیں

(میر تقی میر)

ابتدائے عشق ہے روتا ہے کیا
آگے آگے دیکھئے ہوتا ہے کیا

(ذوق)

ان دنوں گرچہ دکن میں ہے بڑی قدرِ سخن
کون جائے ذوق پر دلّی کی گلیاں چھوڑ کر

(غالب)

اسدؔ بسمل ہے کس انداز کا قاتل سے کہتا ہے
کہ مشقِ ناز کر خونِ دو عالم میری گردن پر

(ذوق)

اے ذوق تکلّف میں ہے تکلیف سراسر
آرام میں وہ ہیں جو تکلّف نہیں کرتے

(☆☆)

اُٹھ کر تو آگئے ہیں تری بزم سے مگر
کچھ دل ہی جانتا ہے کہ کس دِل سے آئے ہیں

(داغ)

اُردو ہے جس کا نام ہمیں جانتے ہیں داغ
ہندوستاں میں دُھوم ہماری زباں کی ہے

(میر حسین تسکین)

ابھی اس راہ سے کوئی گیا ہے
کہے دیتی ہے شوخی نقشِ پا کی

(غالب)

ان کے دیکھے سے جو آ جاتی ہے مُنہ پر رونق
وہ سمجھتے ہیں کہ بیمار کا حال اچھا ہے

(مومن)

اس غیرتِ ناہید کی ہر تان ہے دیپک
شعلہ سا لپک جائے ہے آواز تو دیکھو

(فانی)

اک معمہّ ہے سمجھنے کا نہ سمجھانے کا
زندگی کاہے کو ہے خواب ہے دیوانے کا

(☆☆)

اب تو آرام سے گزرتی ہے
عاقبت کی خبر خدا جانے

(غوّاصی)

اے پری پیکر ترا مُکھ آفتاب
دیکھتا ہُوں تو رہے مجھ میں نہ تاب

(☆☆)

اک عمر تک میں اس کی ضرورت بنا رہا
پھر یوں ہوا کہ اس کی ضرورت بدل گئی

(امام بخش ناسخ)

اڑا کے ساتھ یہ مُشتِ غبار لیتا جا
مجھے رکاب میں او شہسوار لیتا جا

(کرم اللہ خان درد)

اگر وہ بُت کسی حیلے سے میرا رام ہو جائے
تو پُوجوں اس عقیدت سے کہ کفر اسلام ہو جائے

(محمد امان نثار)

انکار یُوں نہ کر، مرے ہاتھوں سے پان لے
کافر! خدا کے واسطے یہ بات مان لے

(مادھو رام جوہر)

اب عطر بھی مَلو تو محبت کی بُو نہیں
وہ دن ہوا ہوئے کہ پسینہ گلاب تھا

(ناجی)

اس کے عارض کو دیکھ جیتا ہُوں
عارضی میری زندگانی ہے

(ڈاکٹر انعام الحق جاوید)

اچھلتی ہے فقط سیپی ہی لہروں کے اشارے پر
کہاں آتا ہے کوئی قیمتی پتھر کنارے پر

(سید ضمیر جعفری)

ایک لمحہ بھی محبت کا بہت ہوتا ہے
لوگ جینے کا قرینہ ہی کہاں رکھتے ہیں

(☆☆)

اب تو اتنی بھی میسّر نہیں مے خانے میں
جتنی ہم چھوڑ دیا کرتے تھے پیمانے میں
(محشر بدایونی)

اب ہوائیں ہی کریں گی روشنی کا فیصلہ
جس دیئے میں جان ہوگی وہ دیا رہ جائے گا
(بشیر بدر)

اُجالے اپنی یادوں کے ہمارے ساتھ رہنے دو
نہ جانے کس گلی میں زندگی کی شام ہو جائے
(ضیا عظیم آبادی)

اک ٹیس جگر میں اُٹھتی ہے اک درد سا دل میں ہوتا ہے
ہم راتوں کو رویا کرتے ہیں جب سارا عالم سوتا ہے
(ڈاکٹر انعام الحق جاوید)

ایک رنگ اپنا ہے، ایک رنگ دُنیا کا
دیکھنا کہیں خود سے منحرف نہ ہو جانا
(امیر مینائی)

ان کو آتا ہے پیار پر غُصہ
ہم کو غُصے پہ پیار آتا ہے
(شاہ نصیر)

اے خالِ رُخِ یار تجھے ٹھیک بناتا
جا چھوڑ دیا حافظِ قرآن سمجھ کر

(چکبست)

اس کو نا قدری ءِ عالم کا صلہ کہتے ہیں
مر چکے ہم تو زمانے نے بہت یاد کیا

(آغا شاعر قزلباش)

ابرو نہ سنوارا کرو کٹ جائے گی انگلی
نادان ہو تلوار سے کھیلا نہیں کرتے

(شاکر القادری)

اُلجھا رہا وہ زلفِ پریشاں میں دیر تک
آئینہ زیرِ دام بڑی دیر تک رہا

(اشک دہلوی)

انھیں اور ہیں کون بہکانے والے
یہی آنے والے یہی جانے والے

(مضطر خیر آبادی)

اسیرِ پنجۂ عہدِ شباب کر کے مجھے
کہاں گیا مرا بچپن خراب کر کے مجھے

(ڈاکٹر انعام الحق جاوید)

اتنا تو مجھے یاد ہے کچھ بھُول رہا ہُوں
کیا بھُول رہا ہُوں یہ ذرا یاد نہیں ہے

(جگر مراد آبادی)

انکا جو فرض ہے وہ اہلِ سیاست جانیں
میرا پیغام محبت ہے جہاں تک پہنچے

(حفیظ جالندھری)

ارادے باندھتا ہوں، سوچتا ہوں، توڑ دیتا ہوں
کہیں ایسا نہ ہوجائے کہیں ویسا نہ ہوجائے

(ڈاکٹر انعام الحق جاوید)

اس نے جس دن سے کیا رابطہ اغیار کے ساتھ
لگ گیا ہُوں میں اسی روز سے دیوار کے ساتھ

(☆☆)

انتہائے لاغری سے جب نظر آیا نہ میں
ہنس کے وہ کہنے لگے بستر کو جھاڑا چاہیے

(نوح ناروی)

ایک دو تین چار پانچ نہیں
سب خطائیں مری معاف کرو

(فراؔز)

اس نے نظر نظر میں ہی ایسے بھلے سخن کہے
میں نے تو اس کے پاؤں میں سارا کلام رکھ دیا

(احمد ندؔیم قاسمی)

انداز ہو بہو تری آوازِ پا کا تھا
دیکھا نکل کے گھر سے تو جھونکا ہوا کا تھا

(احمد مشتاؔق)

اِک زمانہ تھا کہ سب ایک جگہ رہتے تھے
اور اب کوئی کہیں کوئی کہیں رہتا ہے

(بہزاؔد لکھنوی)

اے جذبۂ دل گر میں چاہوں ہر چیز مقابل آجائے
منزل کے لیے دو گام چلوں اور سامنے منزل آجائے

(بہزاؔد لکھنوی)

اے دل کی خلش چل یونہی سہی چلتا تو ہوں، اُن کی محفل میں
اس وقت مجھے چونکا دینا جب رنگ پہ محفل آجائے

(پیرزادہ قاسم)

اپنے خلاف فیصلہ خود ہی لکھا ہے آپ نے
ہاتھ بھی مل رہے ہیں آپ، آپ بہت عجیب ہیں

(احمد فراز)

ایسی تاریکیاں آنکھوں میں بسی ہیں کہ فراؔز
رات تو رات ہے ہم دن کو جلاتے ہیں چراغ

(مجاؔز لکھنوی)

الہ آباد میں ہرسُو ہیں چرچے
کہ دلی کا شرابی آگیا ہے

(وقار انبالوی)

اسلام کے دامن میں بس دو ہی تو چیزیں ہیں
اک سجدۂ شبیری اک ضربِ یداللّٰہی

(ساؔحر لدھیانوی)

اِک شہنشاہ نے دولت کا سہارا لے کر
ہم غریبوں کی محبت کا اُڑایا ہے مذاق

(دردؔ)

اے گل تو رخت باندھ، اُٹھاؤں میں آشیاں
گل چیں تجھے نہ دیکھ سکے، باغباں مجھے

(علامہ اقبالؔ)

اپنے من میں ڈوب کر پاجا سراغِ زندگی
تو اگر میرا نہیں بنتا نہ بن اپنا تو بن

(علامہ اقبال)

افراد کے ہاتھوں میں ہے اقوام کی تقدیر
ہر فرد ہے ملّت کے مقدّر کا ستارا

(انورؔ شعور)

اتفاق اپنی جگہ، خوش قسمتی اپنی جگہ
خود بناتا ہے جہاں میں آدمی اپنی جگہ

(غالبؔ)

اپنی گلی میں مجھ کو نہ کر دفن بعدِ قتل
میرے پتے سے خلق کو کیوں تیرا گھر ملے

(احمد فرازؔ)

اب کے ہم بچھڑے تو شاید کبھی خوابوں میں ملیں
جس طرح سوکھے ہوئے پھول کتابوں میں ملیں

(جوشؔ)

اب بوئے گل نہ بادِ صبا مانگتے ہیں لوگ
وہ حبس ہے کہ لُو کی دعا مانگتے ہیں لوگ

(فیضؔ)

اک فرصتِ گناہ ملی، وہ بھی چار دن
دیکھے ہیں ہم نے حوصلے پرودگار کے

(جوشؔ)

انسان کے لہو کو پیو اذنِ عام ہے
انگور کی شراب کا پینا حرام ہے

(ابن انشاؔ)

انشاؔ جی اٹھو اب کوچ کرو، اس شہر میں جی کو لگانا کیا
وحشی کو سکوں سے کیا مطلب، جوگی کا نگر میں ٹھکانا کیا

(ناصرؔ کاظمی)

اے دوست ہم نے ترکِ محبت کے باوجود
محسوس کی ہے تیری ضرورت کبھی کبھی

(غالبؔ)

استادِ شہ سے ہو مجھے پُرخاش کا خیال
یہ تاب یہ مجال یہ طاقت نہیں مجھے

(☆☆)

ایک پتھر اِدھر آیا ہے تو اس سوچ میں ہوں
میری اِس شہر میں کس کِس سے شناسائی ہے

(احمد فرازؔ)

اور فرازؔ چاہئیں کتنی محبتیں تجھے
ماؤں نے تیرے نام پر بچوں کا نام رکھ دیا

(انوار فیروز)

اندھیری شب ہے سفر کا ارادہ رکھتے ہیں
یہ اور بات کہ منزل نہ جادہ رکھتے ہیں

(ریاض خیر آبادی)

اٹھواؤ میز سے مے و ساغر ریاضؔ جلد
آتے ہیں اک بزرگ پرانے خیال کے

(کرّار نُوری)

اعتراف اپنی خطاؤں کا میں کرتا ہی چلوں
جانے کس کس کو مِلے میری سزا میرے بعد

(پرکاش فکری)

اُڑنے کو پر نہ تول کہ باہر ہوا ہے تیز
کھڑکی کے پٹ نہ کھول کہ باہر ہوا ہے تیز

(غلام مرتضٰی یزدانی بیان)

ان کا منجملۂ اربابِ وفا ہو جانا
میرے نزدیک ہے بندے کا خدا ہو جانا

(عرفان صدیقی)

اک ذرا خم ہو کے میں پیشِ ستم گر بچ گیا
میری پگڑی گر گئی لیکن مرا سر بچ گیا

(حسن عباسی)

اس اجنبی سے ہاتھ ملانے کے واسطے
محفل میں سب سے ہاتھ ملانا پڑا مجھے

(انجم خیالی)

اندھیری رات ہے سایہ تو ہو نہیں سکتا
یہ کون ہے جو مرے ساتھ ساتھ چلتا ہے
(اقبال عظیم)

اپنی مٹی پہ ہی چلنے کا سلیقہ سیکھو
سنگِ مرمر پہ چلو گے تو پھسل جاؤ گے
(احمد فراز)

اپنے اپنے بے وفاؤں نے ہمیں یکجا کیا
ورنہ میں تیرا نہیں تھا، اور تُو میرا نہ تھا
(اسلم کولسری)

ایسا نہیں کہ حرفِ دعا بے اثر گیا
کشتی کا ڈوبنا تھا کہ دریا اتر گیا
(احسان اللہ ثاقب)

امیرِ شہر کے انصاف پر ہم کو بھروسا ہے
کھلی بازار میں اپنی دکانیں چھوڑ آئے ہیں
(شباب کیرانوی)

اک شخص مل گیا تھا سرِ رہ گزر شباب
پہلی نظر میں کر گیا مجھ سے جدا مجھے
(ریحانہ قمر)

ان کی آنکھوں کو غور سے دیکھو
بات کرتے ہیں پارسائی کی
(محسن نقوی)

اب یہ سوچوں تو بھنور ذہن میں پڑ جاتے ہیں

کیسے چہرے ہیں جو ملتے ہی بچھڑ جاتے ہیں

(فاطمہ حسن)

اب خوف نہیں کوئی مجھے راہگزر سے
میں دور نکل آئی ہوں پتھر کے نگر سے

(مقسط ندیم)

اک ترش سا سوادِ سحر تک دہن میں تھا
کچے پھلوں کا ذائقہ اس کے بدن میں تھا

(خاور احمد)

اتنی خوش رہنا مرے بعد کہ پھر جب بھی ملیں
اسی تصویر سے عارض بھی ملیں لب بھی ملیں

(محبوب خزاں)

ایک محبت کافی ہے
باقی عمر اضافی ہے

(شکیب جلالی)

اتر کے ناؤ سے بھی کب سفر تمام ہُوا
زمیں پہ پاؤں دھرا تو زمین چلنے لگی

(مومن)

الجھا ہے پاؤں یار کا زلف دراز میں
لو آپ اپنے دام میں صیّاد آ گیا

(ادیب سہارنپوری)

اپنے اپنے حوصلے، اپنی طلب کی بات ہے

چن لیا ہم نے تمہیں، سارا جہاں رہنے دیا

(☆☆)

اک لاشِ وفا پھول میں دفنائی ہوئی ہے
کہتے ہیں بہار آئی بہار آئی ہوئی ہے

(☆☆)

اللہ رے اسیریٔ بلبل کا اہتمام
صیّاد عطر مَل کے چلا ہے گلاب کا

(رام ریاض)

اس ڈر سے اشارہ نہ کیا ہونٹ نہ کھولے
دیکھے کہ نہ دیکھے، کوئی بولے کہ نہ بولے

(شعیب بن عزیز)

اب اداس پھرتے ہو سردیوں کی شاموں میں
اس طرح تو ہوتا ہے اس طرح کے کاموں میں

(حفیظ جالندھری)

اے دوست مٹ گیا ہوں، فنا ہو گیا ہوں میں
اس دردِ دوستی کی دوا ہو گیا ہوں میں

(چراغ حسن حسرت)

امید وصل نے دھوکے دیے ہیں اس قدر حسرت
کہ اس کافر کی ہاں بھی اب نہیں معلوم ہوتی ہے

(ڈاکٹر بدر منیر)

اس سے بڑھ کر اور کیا ہم پر ستم ہو گا منیر
مشورہ مانگا ہے اس نے فیصلہ کرنے کے بعد

(قمر جمیل)

ایک پتھر جو دست یار میں ہے
پھول بننے کے انتظار میں ہے

(احسان شاہد)

اک ذرا کرو ہمت دُنیا بھر کے مظلوموں
ظالموں میں دیکھا ہے حوصلے نہیں ہوتے

(عباس تابش)

ایک مدّت سے مِری ماں نہیں سوئی تابش
میں نے اک بار کہا تھا مجھے ڈر لگتا ہے

(مومن خان مومن)

ایسی ضد کا کیا ٹھکانا اپنا مذہب چھوڑ کر
ہم ہوئے کافر تو وہ کافر مسلماں ہو گیا

(اشک رام پوری)

اِک دن وہ مل گئے تھے سرِ رہ گزر کہیں
پھر دل نے بیٹھنے نہ دیا عمر بھر کہیں

(ب)

(☆☆)

بخت جب بیدار تھا کم بخت آنکھیں سو گئیں
سو گیا جب بخت تو بیدار آنکھیں ہو گئیں

(آتش)

بہت شور سنتے تھے پہلُو میں دل کا
جو چیرا تو اک قطرۂ خوں نہ نکلا

(جوش ملیح آبادی)

بہت جی خوش ہُوا اے ہم نشیں کل جوشؔ سے مل کر
ابھی اگلی شرافت کے نمونے پائے جاتے ہیں

(میر محمد سجاد)

بتوں کی بھی یہ یاد دو روز ہے
ہمیشہ رہے نام اللہ کا

(☆☆)

بجا کہے جِسے عالم اسے بجا سمجھو
زبانِ خلق کو نقّارۂ خدا سمجھو

(خالد علیم)

بے تعلق میں خود اپنے ہی گھرانے سے ہُوا
اور یہ سانحہ دیوار اُٹھانے سے ہُوا

(علامہ اقبال)

بے خطر کود پڑا آتشِ نمرود میں عشق
عقل ہے محوِ تماشائے لبِ بام ابھی

(حالی)

بشر کو ہے لازم کہ ہمّت نہ ہارے
جہاں تک ہو کام آپ اپنے سنوارے

(غالب)

بُلبل کے کاروبار پہ ہیں خندہ ہائے گُل
کہتے ہیں جِس کو عشق خلل ہے دماغ کا

(آتش)

بندشِ الفاظ جڑنے سے نگوں کے کم نہیں
شاعری بھی کام ہے آتشؔ مرصّع ساز کا

(ذوق)

نہنگ و اژدھا و شیرِ نر مارا تو کیا مارا
بڑے موذی کو مارا نفسِ امّارہ کو گر مارا

(میر تقی میر)

بارے دنیا سے رہو غمزدہ یا شاد رہو
ایسا کُچھ کر کے چلو یاں کہ بہت یاد رہو

(شوق لکھنوی)

بے اثر کب یہ چاہ ہوتی ہے
دل سے اِک دل کو راہ ہوتی ہے

(عرفانہ امر)

بام و در پہ بھاری ہیں گردشیں زمینوں کی
اب مکاں سے ہوتی ہیں شہرتیں مکینوں کی

(تنویر سپرا)

بیٹے کو سزا دے کے عجب حال ہُوا ہے
دل پہروں مرا کرب کے دوزخ میں جلا ہے

(☆☆)

بے وفا نے دو طرح سے دل کے ٹکڑے کر دیئے
مِل کے ٹکڑے کر دیے، مل مل کے ٹکڑے کر دیئے

(سید محمد خان رند)

بس اب آپ تشریف لے جایئے
جو گزرے گی مجھ پر گزر جائے گی

(شفیق سلیمی)

بے نام دیاروں کا سفر کیسا لگا ہے
اب لوٹ کے آئے ہو تو گھر کیسا لگا ہے

(عدیم ہاشمی)

بچھڑ کے تجھ سے نہ دیکھا گیا کسی کا ملاپ
اڑا دیئے ہیں پرندے شجر پہ بیٹھے ہوئے

(ڈاکٹر انعام الحق جاوید)

برگد کی جبلّت ہے کہ یہ سائے میں اپنے
پودوں کو کبھی پھُولنے پھلنے نہیں دیتا

(حفیظ جونپوری)

بیٹھ جاتا ہوں جہاں چھاؤں گھنی ہوتی ہے
ہائے کیا چیز غریب الوطنی ہوتی ہے

(صابر رضا)

بے نیازیوں میں ہے حال اب عطاؤں کا
بٹ رہا ہے چیلوں میں رزق فاختاؤں کا

(علامہ اقبال)

باغِ بہشت سے مجھے حکمِ سفر دیا تھا کیوں
کارِ جہاں دراز ہے اب مرا انتظار کر

(شعری بھوپالی)

برابر خفا ہوں، برابر منائیں
نہ تم باز آؤ نہ ہم باز آئیں

(نوید محمود اسد)

بعد مرنے کے بھی چلیں سانسیں
تیرے آنے کا انتظار رہا

(ہری چند اختر)

بیٹھتا ہوں تو درد اُٹھتا ہے
درد اُٹھے تو بیٹھ جاتا ہوں

(خالد شریف)

بچھڑا کچھ اس ادا سے کہ رُت ہی بدل گئی
اک شخص سارے شہر کو ویران کر گیا

(ڈاکٹر انعام الحق جاوید)

بادباں کشتی کو رہرو کو ستارا چاہیے
ڈوبنے والے کو تنکے کا سہارا چاہیے

(مصحفی)

بندہ پرور مزاج کیسے ہیں
کل تو شعلہ تھے آج کیسے ہیں

(ثاقب لکھنوی)

باغباں نے آگ دی جب آشیانے کو مرے
جن پہ تکیہ تھا وہی پتّے ہَوا دینے لگے

(مومن خان مومن)

بنے کیونکر کہ ہے سب کار اُلٹا
ہم اُلٹے بات اُلٹی یار اُلٹا

(جلیل مانک پوری)

بات ساقی کی نہ ٹالی جائے گی
کر کے توبہ توڑ ڈالی جائے گی

(ڈاکٹر نعیم کوہلی)

بہتے رہنے کا نام پانی ہے
جو گزر جائے زندگانی ہے

(☆☆)

بوقت ختنہ میں رویا تو نائی نے کہا ہنس کر
مسلمانی میں طاقت خون کے بہنے سے آتی ہے

(حفیظ جالندھری)

بڑھ گئی بات عرضِ مطلب پر
مختصر یہ کہ وہ نہیں مانے

(ارشد محمود ناشاد)

بندشِ ضبط ذرا دیر کی مہلت دے دے
اشک اب آنکھ کی دہلیز تک آئے ہوئے ہیں

(☆☆)

بشر رازِ دلی کہہ کر ذلیل و خوار ہوتا ہے
نکل جاتی ہے جب خوشبو تو گُل بیکار ہوتا ہے

(محمود غزنوی)

بہا کے اشک نہ آنکھوں کو لال ہم نے کیا
کسی کے حکم کا اتنا خیال ہم نے کیا

(جگن ناتھ آزاد)

بہ فیضِ مصلحت ایسا بھی ہوتا ہے زمانے میں
کہ رہزن کو امیرِ کارواں کہنا ہی پڑتا ہے

(ظفر اقبال)

بس ایک بار کسی نے گلے لگایا تھا
پھر اس کے بعد نہ میں تھا نہ میرا سایہ تھا

(ڈاکٹر ریاض مجید)

بچھڑنے والے، تجھے دیکھ دیکھ سوچتا ہوں
تو پھر ملے گا تو کتنا بدل چکا ہو گا

(راشد عارف)

بات کردار کی ہوتی ہے وگرنہ عارف
قد میں انسان سے سایہ بھی بڑا ہوتا ہے

(بیدل حیدری)

بیدل لباسِ زیست بڑا دیدہ زیب تھا
پر ہم نے اس لباس کو الٹا پہن لیا

(صابر رضا)

بلا کے حبس میں آخر ہوائیں کون بانٹے گا
یہ مشکل کام ہم صابر رضا پر چھوڑ دیتے ہیں

(راز الہ آبادی)

بن کے آتے ہیں خریدار عرب کے بوڑھے
ہائے مفلس! تری بیٹی کی بھی قسمت کیا ہے

(نجمی نگینوی)

بے تابیاں سمیٹ کے سارے جہان کی
جب کُچھ نہ بن سکا تو مرا دل بنا دیا

(اطہر نفیس)

بہت چھوٹے ہیں مجھ سے میرے دشمن
جو میرا دوست ہے مُجھ سے بڑا ہے

(شوکت واسطی)

بڑے وثوق سے دُنیا فریب دیتی رہی
بڑے خلوص سے ہم اعتبار کرتے رہے

(سید ذوالفقار علی بخاری)

بیشتر خدا پایا اور برملا پایا
ہم نے تیرے بندوں کو تجھ سے بھی سوا پایا

(تنویر سپرا)

بارش کو دشمنی تھی فقط میری ذات سے
جونہی مرا مکان گرا ابر چھٹ گیا

(ڈاکٹر انعام الحق جاوید)

بالآخر راہ کی دیوار بن جاتے ہیں کیوں اک دن
وہی جو دیکھنے میں سایۂ دیوار ہوتے ہیں

(بھ)

(ڈاکٹر انعام الحق جاوید)

بھنور میں ناؤ کنارے پہ ناخدا دیکھا
یہ واقعہ مری آنکھوں نے بارہا دیکھا

(مادھورام جوہر فرخ آبادی)

بھانپ ہی لیں گے اشارہ سرِ محفل جو کیا
تاڑنے والے قیامت کی نظر رکھتے ہیں

(بیدل حیدری)

بھوک چہرے پہ لیے چاند سے پیارے بچے
بیچتے پھرتے ہیں گلیوں میں غبارے بچے

(تعشّق لکھنوی)

بھرے ہیں آنکھ میں آنسو اداس بیٹھے ہو
یہ کس غریب کی تربت کے پاس بیٹھے ہو

(حسرت موہانی)

بھلاتا لاکھ ہوں، لیکن برابر یاد آتے ہیں
الٰہی، ترکِ الفت پر وہ کیونکر یاد آتے ہیں

(ارشد نذیر ساحل)

بھیجتا رہتا ہوں اخباروں میں اکثر اشعار
کوئی تو شعر میرا تیری نظر سے گزرے

(پ)

(محشر بدایونی)

پژمردگیٔ گُل پہ ہنسی جب کوئی کلی
آواز دی خزاں نے کہ تُو بھی نظر میں ہے

(ظہیرالدین ظہیر)

پان بن بن کے مری جان کدھر جاتے ہیں
یہ مرے قتل کے سامان کدھر جاتے ہیں

(خوش وقت علی خورشید)

پیری میں ولولے وہ کہاں ہیں شباب کے
اک دُھوپ تھی کہ ساتھ گئی آفتاب کے

(☆☆)

پچھتا رہے ہیں نبض دکھا کر حکیم کو
نُسخے میں لکھ دیا ہے وحیدہ نسیم کو

(میر تقی میر)

پتّا پتّا بوٹا بوٹا حال ہمارا جانے ہے
جانے نہ جانے گُل ہی نہ جانے باغ تو سارا جانے ہے

(خواجہ محمد میر اثر)

پہلے سو بار ادھر اُدھر دیکھا
جب تجھے ڈر کے اِک نظر دیکھا

(احمد ندیم قاسمی)

پوچھ بیٹھا ہوں میں تجھ سے ترے کوچے کا پتہ
تیرے حالات نے کیسی تیری صورت کر دی

(عطاء الحق قاسمی)

پہلے جو اپنا حال تھا اب کے برس بھی ہے
اڑتے ہیں اور اڑان میں شامل قفس بھی ہے

(انجم رومانی)

پتھر بھی فقیروں کے سرہانے کے نہیں ہم
سب کُچھ ہیں پہ انسان ٹھکانے کے نہیں ہم

(احمد فراز)

پیچ رکھتے ہو بہت صاحبو، دستار کے پیچ
ہم نے سر گرتے ہوئے دیکھے ہیں بازار کے بیچ

(☆☆)

پاپوش میں لگائی کرن آفتاب کی
جو بات کی خدا کی قسم لاجواب کی

(میر تقی میر)

پیدا کہاں ہیں ایسے پراگندہ طبع لوگ
افسوس تم کو میر سے صحبت نہیں رہی

(شیخ ظہور الدین حاتم)

پیری میں حاتم اب نہ جوانی کو یاد کر
سوکھے درخت بھی کہیں ہوتے ہیں پھر ہرے

(مرزا غالب)

پنہاں تھا دامِ سخت قریب آشیانے کے
اڑنے نہ پائے تھے کہ گرفتار ہم ہوئے

(داغ)

پوری مہندی بھی لگانی نہیں آتی اب تک
کیوں کر آیا تجھے غیروں سے لگانا دِل کا

(جعفر علی حسرت)

پٹکنے دے مجھے سر اُس کے آستانے سے
خبر کروں ہوں میں اپنی اسی بہانے سے

(درویش علی درویش)

پڑا جو سایۂ گیسُو جھجک کے ساقی نے
یہ کہہ کے رکھ دیا ساغر کہ ہے شراب میں سانپ

(قمر جلالوی)

پونچھو نہ عرق رخساروں سے رنگینیٔ حسن کو بڑھنے دو
کہتے ہیں کہ شبنم کے قطرے پھولوں کو نکھارا کرتے ہیں

(حفیظ جالندھری)

پیاروں کی موت نے مری دنیا اجاڑ دی
یاروں نے دور جا کے بسائی ہیں بستیاں

(ڈاکٹر عبدالرحمٰن عبد)

پہلے آتے تھے یہاں کُچھ پا پیادہ دیر سے
آج کل آنے لگے ہیں با ارادہ دیر سے
وقتِ آمد سے عیاں ہونے لگا ہے مرتبہ
جو کوئی جتنا بڑا اُتنا زیادہ دیر سے

(رشید قیصرانی)

پڑھتا تھا میں نماز سمجھ کر اسے رشید
پھر یوں ہوا کہ مجھ سے قضا ہو گیا وہ شخص

(اختر سروش)

پلک پہ آ کے یہ سوچا کہ اب کدھر جائے
سمجھ میں کُچھ نہیں آیا تو گر پڑا آنسو

(مصطفٰے خان یک رنگ)

پارسائی اور جوانی کیونکے ہو
ایک جا گہ آگ پانی کیونکے ہو

(اختر رضا سلیمی)

پہلے تراشا کانچ سے اس نے مرا وجُود
پھر شہر بھر کے ہاتھ میں پتھر تھما دیئے

(اصغر عابد)

پہلے میری شرط کا دریا پار کرے
پھر وہ جتنا چاہے مجھ سے پیار کرے

(پھ)

(نجیب احمد)

پھر یُوں ہُوا کہ مجھ پہ ہی دیوار گر پڑی
لیکن نہ کھُل سکا پسِ دیوار کون تھا

(بھرتری ہری/علامہ اقبال)

پُھول کی پتی سے کٹ سکتا ہے ہیرے کا جگر
مردِ ناداں پر کلامِ نرم و نازک بے اثر

(فرانسس گاٹلیب کوئیس فراسو)

پھبتا ہے کیا ہی تجھ کو اے یار مسکرانا
ٹک واسطے خدا کے اک بار مسکرانا

(ولی دکنی)

پھر میری خبر لینے وہ صیّاد نہ آیا
شاید کہ مرا حال اُسے یاد نہ آیا

(میر تقی میر)

پھرتے ہیں میرؔ خوار کوئی پوچھتا نہیں
اس عاشقی میں عزتِ سادات بھی گئی

(ڈاکٹر جواز جعفری)

پھر ہُوا ایسے کہ مجھ کو در بدر کرنے کے بعد
نام اُسی بستی کا، میرے نام پر رکھا گیا

(ت)

(عبدالحمید عدم)

تخلیقِ کائنات کے دلچسپ جُرم پر
ہنستا تو ہوگا آپ بھی یزداں کبھی کبھی

(جوش ملیح آبادی)

تجھ کو لوہا بن کے دُنیا میں ابھرنا چاہیے
یہ اگر ہمت نہیں تو ڈوب مرنا چاہیے

(درد)

تہمتیں چند اپنے ذِمے دھر چلے
کس لیے آئے تھے ہم کیا کر چلے

(وزیر لکھنوی)

ترچھی نظروں سے نہ دیکھو عاشقِ دلگیر کو
کیسے تیرانداز ہو سیدھا تو کر لو تیر کو

(حاتم)

تم تو بیٹھے ہوئے اک آفت ہو
اُٹھ کھڑے ہو تو کیا قیامت ہو

(میرزادہ شاہ محزوں)

تم نہ فریاد کسی کی نہ فغاں سُنتے ہو
اپنے مطلب کی ہی سُنتے ہو جہاں سنتے ہو

(غالب)

تم سلامت رہو ہزار برس
ہر برس کے ہوں دن پچاس ہزار

تم اگر ساتھ مرے ہوتے تو کیا ہونا تھا
چار دِن ہنسنا اگر تھا بھی تو پھر رونا تھا

(نغمانہ کنول شیخ)

تن کی عریانی سے بہتر نہیں دُنیا میں لباس
یہ وہ جامہ ہے کہ جِس کا نہیں اُلٹا سیدھا

(قیس)

تم کو آتا ہے پیار پر غُصہ
مجھ کو غُصے پہ پیار آتا ہے

(امیر مینائی)

توڑا کمرِ شاخ کو کثرت نے ثمر کی
دُنیا میں گراں باریٔ اولاد غضب ہے

(ذوق)

تو ہے ہرجائی تو اپنا بھی یہی طور سہی
تو نہیں اور سہی اور نہیں اور سہی

(حکیم غلام مولیٰ قلق)

تنگ دستی اگر نہ ہو سالکؔ
تندرستی ہزار نعمت ہے

(قربان علی بیگ سالک)

تم آنکھوں پر ہاتھ نہ رکھّو
ہم خود اوجھل ہوجاتے ہیں

(ریحانہ قمر)

(عشق دہلوی)

تم غیر کے گھر بیٹھ کے دِل شاد کرو گے
ہم کون ہیں صاحب؟ ہمیں کیوں یاد کرو گے

(صادق حسین صادق کاظمی)

تندیٔ بادِ مخالف سے نہ گھبرا اے عقاب
یہ تو چلتی ہے تجھے اُونچا اڑانے کے لیے

(احمد فراز)

تم تکلّف کو بھی اخلاص سمجھتے ہو فراز
دوست ہوتا نہیں ہر ہاتھ ملانے والا

(صابر رضا)

تلاشِ رزق میں سب کو اداس چھوڑ آئے
گھر، اچھے وقت کے آنے کی آس چھوڑ آئے

(محمد حسین آزاد)

تقاضا ہے گریباں کا کہ مجھ کو چاک کر ڈالو
تمنا ہے یہ دامن کی اڑا دو دھجّیاں میری

(☆☆)

تتلیاں اڑتی ہیں اور ان کو پکڑنے والے
سعیٔ ناکام میں اپنوں سے بچھڑ جاتے ہیں

(ڈاکٹر انعام الحق جاوید)

تجھ کو بھولوں تو نیند آتی ہے
نیند آئے تو بھولتا ہوں تُجھے

(شاہ مبارک آبرُو)

تمھارے، لوگ کہتے ہیں، کمر ہے
کہاں ہے، کس طرح کی ہے، کدھر ہے

(درد)

تر دامنی پہ شیخ ہماری نہ جائیو
دامن نچوڑ دیں تو فرشتے وضو کریں

(حسن ضیا)

تمھاری زلف میں پہنچی، تو حُسن کہلائی
وہ تیرگی جو مرے نامۂ سیاہ میں تھی

(فراق گورکھپوری)

تم مخاطب ہو، سامنے بھی ہو
تم کو دیکھوں کہ تم سے بات کروں

(مومن خان مومن)

ترے دستِ حنائی کو جو بھیجی ہم نے پہونچی ہے
اگر پہنچی ہے وہ پہونچی تو لکھ بھیجو کہ پہنچی ہے

(ڈاکٹر انعام الحق جاوید)

تم کہتے ہو سب کُچھ ہوگا
میں کہتا ہوں کب کُچھ ہوگا
بس اس آس پہ عمر گزاری
اب کُچھ ہوگا، اب کُچھ ہوگا

(علامہ اقبال)

ترے آزاد بندوں کی نہ یہ دنیا نہ وہ دنیا
یہاں مرنے کی پابندی، وہاں جینے کی پابندی

(احمد ندیمؔ قاسمی)

تجھ سے کس طرح میں اظہارِ تمنا کرتا
لفظ سوجھا تو معانی نے بغاوت کردی

(احمد فرازؔ)

تو خدا ہے نہ مرا عشق فرشتوں جیسا
دونوں انساں ہیں تو کیوں اتنے حجابوں میں ملیں

(احمد فراز)

تیرے ہوتے ہوئے محفل میں جلاتے ہیں چراغ
لوگ کیا سادہ ہیں سورج کو دکھاتے ہیں چراغ

(حفیظ اشکیؔ بھوپالی)

تمہاری نازک سی انگلیوں پر ہے منحصر گردشِ زمانہ
گرا کے آنچل جو شام کردی تو صبح کردی اٹھا کے آنچل

(احمد ندیمؔ قاسمی)

تو پکارے تو چمک اٹھتی ہیں میری آنکھیں
تیری صورت بھی ہے شامل تری آواز کے ساتھ

(علامہ اقبال)

تو ہی ناداں چند کلیوں پر قناعت کر گیا
ورنہ گلشن میں علاجِ تنگیِ داماں بھی تھا

(افتخار نسیم افتی)

تُو میرے ساتھ کہاں تک چلے گا میرے غزال
میں راستہ ہوں مجھے شہر سے گزرنا ہے

(شور علیگ)

ترے نطق کی جب چلیں آندھیاں
سماعت کے خیمے اکھڑ جائیں گے

(مرزا محمد تقی ہوس)

تیز رکھیو سرِ پُرخار کو اے دشتِ جنوں
شاید آ جائے کوئی آبلہ پا میرے بعد

(خالد احمد)

ترک تعلقات پہ رویا نہ تو نہ میں
لیکن یہ کیا کہ چین سے سویا نہ تو نہ میں

(شہزاد احمد)

تصویرِ زندگی کا عجب آب و رنگ تھا
دیکھا تو پھول، ہاتھ لگایا تو سنگ تھا

(عارف عبدالمتین)

تلوار کیا گری مرے دشمن کے ہاتھ سے
میں مسکرا کے خیمۂ یاراں میں آ گیا

(عالمتاب تشنہ)

تم کسی دن اگر آ جاؤ تو مجھ پر بھی کھلے
لوگ کہتے ہیں مرے گھر میں بھی دروازہ ہے

(ڈاکٹر انعام الحق جاوید)

تعلق کتنا گہرا، ربط کتنا خوبصورت ہے
لبوں پر مسکراہٹ اور سینوں میں کدورت ہے

(شان الحق حقی)

تم سے الفت کے تقاضے نہ نباہے جاتے
ورنہ ہم کو بھی تمنا تھی کہ چاہے جاتے

(سیف الدین سیف)

تری رسوائیوں سے ڈرتا ہوں
جب ترے شہر سے گزرتا ہوں

(غلام محمد قاصر)

تم ناحق ناراض ہوئے ہو ورنہ مے خانے کا پتہ
ہم نے ہراس شخص سے پوچھا جس کے نین نشیلے تھے

(مظفر وارثی)

تقسیم ہو گیا ہوں میں خیرات کی طرح
دنیا، کسی فقیر کی چادر لگی مجھے

(ڈاکٹر سعید اقبال سعدی)

تم آتش نمرود سے واقف نہیں سعدی!
اس آگ میں کھلتے ہیں گلاب اور طرح کے

(ڈاکٹر صغریٰ صدف)

تجھے دل میں بسانا چاہتی ہوں
مگر سب سے چھپانا چاہتی ہوں

(ارشد محمود ناشاد)

تلاشِ لامکاں میں اُڑ رہا ہوں
مگر مجھ سے مکاں لپٹا ہوا ہے

(افضل خان)

تبھی تو میں محبت کا حوالاتی نہیں ہوتا
یہاں اپنے سوا کوئی ملاقاتی نہیں ہوتا

(شاہین عباس)

تیرے ہاتھوں جل اٹھے ہم، تیرے ہاتھوں جل بجھے
ہوتے ہوتے آگ اور پانی کا اندازہ ہوا

(ساحر لدھیانوی)

تنگ آ چکے ہیں کشمکش زندگی سے ہم
ٹھکرا نہ دیں جہاں کو کہیں بے دلی سے ہم

(فیض احمد فیض)

تمہاری یاد کے جب زخم بھرنے لگتے ہیں
کسی بہانے تمہیں یاد کرنے لگتے ہیں

(محمودہ غازیہ)

تمہارے عشق میں ہم پر جو حال گزرے ہیں
ملا جلا کے کوئی بیس سال گزرے ہیں

(اصغر عابد)

تم قیامت کا نام دو گے اِسے
وقت اپنی تھکن اتارے گا

(تھ)

(عطاء الحق قاسمی)

تھوڑی سی اس طرف بھی نظر ہونی چاہیے
یہ زندگی تو مجھ سے بسر ہونی چاہیے

(نظیر اکبر آبادی)

تھا ارادہ تری فریاد کریں حاکم سے
وہ بھی کم بخت ترا چاہنے والا نکلا

(ڈاکٹر انعام الحق جاوید)

تھا کچھ نہ مرے پاس تو تب وقت بہت تھا
سب کچھ ہے مرے پاس پہ اب وقت نہیں ہے

(ٹ)

(سید محمد خان رِند)

ٹوٹے بُت مسجد بنی مسمار بُت خانہ ہُوا
جب تو اک صورت بھی تھی اب صاف ویرانہ ہُوا

(فدوی عظیم آبادی)

ٹک ساتھ ہو حسرت دِل مرحوم سے نکلے
عاشق کا جنازہ ہے ذرا دُھوم سے نکلے

(میر تقی میرؔ)

ٹک میر جگر سوختہ کی جلد خبر لے
کیا یار بھروسا ہے چراغِ سحری کا

(ج)

(نظیر اکبر آبادی)

جو خوشامد کرے خلق اس سے سدا راضی ہے
سچ تو یہ ہے کہ خوشامد سے خدا راضی ہے

(علامہ اقبال)

جہاں میں اہلِ ایماں صورتِ خورشید جیتے ہیں
اِدھر ڈُوبے اُدھر نکلے، اُدھر ڈُوبے اِدھر نکلے

(سودا)

جِس روز کسی اور پہ بیداد کرو گے
یہ یاد رہے ہم کو بہت یاد کرو گے

(عطاء الحق قاسمی)

جو بھی کہنا ہے کہو، پھر ان کہا رہ جائے گا
قربتوں کے درمیاں بھی فاصلہ رہ جائے گا

(امام دین گجراتی)

جہاں میرے نبیؐ کا آستاں ہے
زمیں کا اتنا ٹکڑا آسماں ہے

(شاہ مبارک آبرُو)

جب چمن میں جا کے پیارے تم نے زلفیں کھولیاں
لے گئی بادِ صبا خوشبو کی بھر بھر جھولیاں

(نوید محمود اسد)

جب آپ نہیں آتے جب آپ نہیں ملتے
تب خواب کے موسم میں یہ پھُول نہیں کھلتے

(☆☆)

جِس طرف تو نے کیا ایک اشارہ، نہ جیا
نہ جِیا! آہ تری چشم کا مارا، نہ جیا
(داغ)

جو گزرتے ہیں داغ پر صدمے
آپ بندہ نواز کیا جانیں
(داغ)

جذبۂ عشق سلامت ہے تو انشاء اللہ
کچے دھاگے سے بندھے آئیں گے سرکار چلے
(علامہ اقبال)

جوہرِ انساں ، عدم سے آشنا ہوتا نہیں
آنکھ سے غائب تو ہوتا ہے فنا ہوتا نہیں
(شعری بھوپالی)

جِس کو دُنیا قفس سمجھتی ہے
دوسرا رُخ ہے آشیانے کا
(نواب آصف الدولہ)

جِس گھڑی تیرے آستاں سے گئے
ہم نے جانا کہ دو جہاں سے گئے
(شاد لکھنوی)

جو اے بُت تجھے جلوہ فرما نہ دیکھا
برابر ہے دُنیا کو دیکھا نہ دیکھا

(عاشق جالندھری)

جانتا ہے کہ یہاں کون تلاشی لے گا
دل مرا یار نے نیفے میں چھپا رکھا ہے

(اسماعیل میرٹھی)

جو پتھر پہ پانی پڑے متصل
تو بے شبہ گھس جائے پتھر کی سِل

(حسین سحر)

جِس کی بنیاد پہ نفرت کا نہ سایا جائے
شہر اک ایسا محبت کا بسایا جائے

(حکیم مولوی محمد سمیع ارادت اللہ خان)

جو مِل جاتی ہمیں کُچھ روز کو واجد علی شاہی
تو ہم بھی اک مہینے میں کئی سو بیویاں کرتے

(درد)

جی کی جی ہی میں رہی بات نہ ہونے پائی
ایک بھی، اُس سے ملاقات، نہ ہونے پائی

(محمد حسین آزاد)

جہازِ عمرِ رواں پر سوار بیٹھے ہیں
سوار خاک ہیں بے اختیار بیٹھے ہیں

(احمد ندیم قاسمی)

جب ترا حکم ملا، ترک، محبت کر دی
دل مگر اس پہ وہ دھڑکا کہ قیامت کر دی

(اختر شیرانی)

جوانی ہو گر جاودانی تو یارب
تری سادہ دنیا کو جنت بنا دیں

(اصغر گونڈوی)

جلوہ ترا اب تک ہے نہاں چشم بسر سے
ہر ایک نے دیکھا ہے تجھے اپنی نظر سے

(صفی لکھنوی)

جنازہ روک کر میرا وہ اس انداز سے بولے
گلی ہم نے کہی تھی تم تو دُنیا چھوڑے جاتے ہو

(ذرّہ حیدر آبادی)

جو ہاتھ جوڑ کر جھُک کر سلام کرتے ہیں
یہی وہ لوگ ہیں جو قتلِ عام کرتے ہیں

(اقبال عظیم)

جِس انجمن میں دیکھو بیگانے رہ گئے ہیں
گنتی کے لوگ جانے پہچانے رہ گئے ہیں

(مرزا غالب)

جی ڈھونڈتا ہے پھر وہی فرصت کے رات دن
بیٹھے رہیں تصوّرِ جاناں کیے ہوئے

(ناصر زیدی)

جو آج مجھ سے بچھڑ کر بڑے سکون میں ہے
کبھی وہ شخص مرے واسطے عذاب میں تھا

(مومنؔ)

جسے آپ گنتے تھے آشنا، جسے آپ کہتے تھے باوفا
میں وہی ہوں مومنِ مبتلا، تمھیں یاد ہو کہ نہ یاد ہو

(ڈاکٹر انعام الحق جاوید)

جلتے ہوں دیے جب تو اندھیرا نہیں ہوتا
بہتے ہوئے دریاؤں پہ کائی نہیں ہوتی

(پروین شاکر)

جگنو کو دن کے وقت پرکھنے کی ضِد کریں
بچے ہمارے عہد کے چالاک ہو گئے

(اقبال ساجد)

جہاں بھونچال بنیادِ فصیل و در میں رہتے ہیں
ہمارا حوصلہ دیکھو ہم ایسے گھر میں رہتے ہیں

(ساغر صدیقی)

جِس دور میں لُٹ جائے فقیروں کی کمائی
اس دور کے سلطان سے کُچھ بھول ہوئی ہے

(ڈاکٹر انعام الحق جاوید)

جب بھی ہم اپنی تباہی کا سبب سوچتے ہیں
وقت جس وقت گزر جاتا ہے تب سوچتے ہیں

(☆☆)

جو اعلیٰ ظرف ہوتے ہیں ہمیشہ جھک کے ملتے ہیں
صُراحی سرنگوں ہو کر بھرا کرتی ہے پیمانہ

(اسماعیل میرٹھی)

جب کہ دو موذیوں میں ہو کھٹ پٹ
اپنے بچنے کی فکر کر جھٹ پٹ

(آغا حشر کاشمیری)

جو دل موہ لینے کا ڈھب جانتے ہیں
وہ ترکیب و رکیب سب جانتے ہیں

(ڈاکٹر نعیم کوہلی)

جب نہ ہو اور کُچھ بھی کرنے کو
مجھ کو بھولے سے یاد کر لینا

(ماہر القادری)

جامِ شراب ، مست گھٹا ، مطرب و بہار
سب آچُکے ہیں آپ کے آنے کی دیر ہے

(جذبی)

جو آگ لگائی تھی تم نے اس کو تو بجھایا اشکوں نے
جو اشکوں نے بھڑکائی ہے اس آگ کو ٹھنڈا کون کرے

(حکیم ناصر)

جب سے تو نے مجھے دیوانہ بنا رکھّا ہے
سنگ ہر شخص نے ہاتھوں میں اٹھا رکھا ہے

(سلیم کوثر)

جو مفلسی کے دنوں میں بچھڑ گیا مجھ سے
اسے تلاش کروں گا میں نوکری کی طرح

(سرور بارہ بنکوی)

جن سے مل کر زندگی سے عشق ہو جائے وہ لوگ
آپ نے شاید نہ دیکھے ہوں مگر ایسے بھی ہیں

(ارشد کاکوی)

جانے شب کو کیا سوجھی تھی، رندوں کو سمجھانے آئے
صبح کو سارے میکش ان کو مسجد تک پہنچانے آئے

(ریاض خیرآبادی)

جامِ مے توبہ شکن توبہ مری جام شکن
سامنے ڈھیر ہیں ٹوٹے ہوئے پیمانوں کے

(سکندر علی وجد)

جانے والے کبھی نہیں آتے
جانے والوں کی یاد آتی ہے

(نُور بجنوری)

جادونگری ہے یہ پیارے، آوازوں پر دھیان نہ دو
پیچھے مُڑ کر دیکھ لیا تو پتّھر کے ہو جاؤ گے

(آغا نثار)

جب زہر کا کسی کو بھی پیالہ دیا گیا
سقراط کا یا میرا حوالہ دیا گیا

(ارشد نذیر ساحل)

جو جل کر ہو گئے کشتہ وہ سارے سرخرو ٹھہرے
مگر جو بچ گئے ہیں ایسے پروانوں کا کیا ہوگا

(جھ)

(اقبال عظیم)

جھک کر سلام کرنے میں کیا حرج ہے مگر
سر اتنا مت جھکاؤ کہ دستار گر پڑے

(ظفر اقبال)

جھوٹ بولا ہے تو قائم بھی رہو اس پر ظفر
آدمی کو صاحبِ کردار ہونا چاہیے

(حفیظ جالندھری)

جھوٹی تسلّیوں سے نہ بہلاؤ جاؤ جاؤ
جاؤ کہ تم نہیں ہو مرے اختیار میں

(ڈاکٹر انعام الحق جاوید)

جھانک کر آنکھ کے پردے سے لگے زینے میں
ہم اُتار آئے ہیں دل اپنا ترے سینے میں

(چ)

(انعام اللہ خاں یقیں)

چراغِ آخر شب! اس قدر اداس نہ ہو
کہ تیرے بعد اندھیرا نہیں اُجالا ہے

(صبا لکھنوی)

چرخ کو کب یہ سلیقہ ہے ستم گاری میں
کوئی معشوق ہے اس پردۂ زنگاری میں

(ظہیرالدین ظہیر)

چاہت کا جب مزہ ہے کہ وہ بھی ہوں بے قرار
دونوں طرف ہو آگ برابر لگی ہوئی

(سراج اورنگ آبادی)

چلی سمتِ غیب سے اک ہوا کہ چمن سرور کا جل گیا
مگر ایک شاخِ نہالِ غم جسے دل کہیں سو ہری رہی

(قیصر دہلوی)

چُرا کے مُٹھّی میں دل کو چھپائے بیٹھے ہیں
بہانہ یہ ہے کہ مہندی لگائے بیٹھے ہیں

(نخشب جارچوی)

چمن میں رنگ و بو نے اس قدر دھوکے دیے مجھ کو
کہ میں نے ذوقِ گل بوسی میں کانٹوں پر زباں رکھ دی

(جمال احسانی)

چراغ سامنے والے مکان میں بھی نہ تھا
یہ سانحہ مرے وہم و گمان میں بھی نہ تھا

(منصور آفاق)

چاند کے حسن پہ ہر شخص کا حق ہے منصور
میں اُسے کیسے کہوں رات کو نکلا نہ کرے

(محسن بھوپالی)

چاہت میں کیا دنیا داری عشق میں کیسی مجبوری
لوگوں کا کیا، سمجھانے دو، ان کی اپنی مجبوری

(چھ)

(انجم رومانی)

چھاؤں کُچھ جن کی خُنک اور گھنی ہوتی ہے
اُن درختوں کی یہاں بیخ کنی ہوتی ہے

(☆☆)

چھوڑ نامہ بر کا جھگڑا اس کو ٹیلی فون کر
اس کا نمبر فور سیون فور سیون فور ہے

(انشاءاللہ خان انشا)

چھیڑنے کا تو مزہ جب ہے کہو اور سنو
بات میں تم تو خفا ہو گئے لو اور سنو

(ریاض خیر آبادی)

چھلکائیں لاؤ بھر کے گلابی شراب کی
تصویر کھینچیں آج تمھارے شباب کی

(اسرارالحق مجاز)

چھلکے تری آنکھوں سے شراب اور زیادہ
مہکیں ترے عارض کے گلاب اور زیادہ

(ریاض خیر آبادی)

چھانٹا وہ دل کہ جس کی ازل میں نمود تھی
پسلی پھڑک اُٹھی نگۂ انتخاب کی

(محبّ عارفی)

چھلک چلا ہے قوائے حیا سے اُس کا شباب
شراب جرأتِ میخوار کی تلاش میں ہے

(ح)

(داغ)

حضرت داغ جہاں بیٹھ گئے بیٹھ گئے
اور ہوں گے تری محفل سے اُکھڑنے والے

(☆☆)

حرم سرا میں نہ ہوں گے حرم سرا والے
مگر غریب رہیں گے غریب خانے میں

(غالب)

حیف اس چار گرہ کپڑے کی قیمت غالب
جسِ کی قسمت میں ہو عاشق کا گریباں ہونا

(☆☆)

حسن والے حُسن کا انجام دیکھ
ڈوبتے سورج کو وقتِ شام دیکھ

(امجد اسلام امجد)

حسابِ عمر کا بس اتنا گوشوارہ ہے
تمھیں نکال کے دیکھا تو سب خسارہ ہے

(ڈاکٹر انعام الحق جاوید)

حسین لوگوں کی ان اتنی ساری آنکھوں میں
ہے پیار میرے لیے بس تمھاری آنکھوں میں

(اختر شیرانی)

حاصل عمر ہے شباب، مگر
اِک یہی وقت ہے گنوانے کا

(پروین شاکر)

حُسن کے سمجھنے کو عُمر چاہیۓ جاناں
دو گھڑی کی چاہت میں لڑکیاں نہیں کُھلتیں

(ایم ڈی تاثیر)

حضور یار میں آنسو نکل ہی آتے ہیں
کچھ اختلاف کے پہلو نکل ہی آتے ہیں

(☆☆)

حقیقت چھپ نہیں سکتی بناوٹ کے اصولوں سے
کہ خوشبو آ نہیں سکتی کبھی کاغذ کے پھولوں سے

(قتیل شفائی)

حالات کے قدموں میں قلندر نہیں گرتا
ٹوٹے بھی جو تارا تو زمیں پر نہیں گرتا
گرتے ہیں سمندر میں بڑے شوق سے دریا
لیکن کسی دریا میں سمندر نہیں گرتا

(نصرت مسعود)

حوصلے ہم میں کہاں جرمِ بغاوت والے
ہم وہی لوگ ہیں کوفے کی روایت والے

(ماہر القادری)

حسن والو تمہاری بھی کیا بات ہے
ہر ملاقات پہلی ملاقات ہے

(نظیر صدیقی)

حالات اب تو اتنے دشوار ہو گئے ہیں
ہم نیم شب میں اکثر بیدار ہو گئے ہیں

(عنائت علی خان)

حادثے سے بڑا سانحہ یہ ہُوا
لوگ ٹھہرے نہیں حادثہ دیکھ کر

(آغا حشر کاشمیری)

حق پرستوں کی اگر کی تو نے دلجوئی نہیں
طعنہ دیں گے بُت کہ مُسلم کا خدا کوئی نہیں

(ایم ڈی تاثیر)

حُسن کے رازِ نہاں، شرح بیاں تک پہنچے
آنکھ سے دل میں گئے، دل سے زباں تک پہنچے

(سعود عثمانی)

حسابِ ترکِ تعلق تمام میں نے کیا
شروع اس نے کیا اختتام میں نے کیا

(مرزا غالب)

حیراں ہوں دل کو روؤں کہ پیٹوں جگر کو میں
مقدور ہو تو ساتھ رکھوں نوحہ گر کو میں

(خ)

(عطاءالحق قاسمی)

خوشبوؤں کا اک نگر آباد ہونا چاہیے
اس نظامِ زر کو اب برباد ہونا چاہیے
ان اندھیروں میں بھی منزل تک پہنچ سکتے ہیں ہم
جگنوؤں کو راستہ تو یاد ہونا چاہیے

(ولی دکنی)

خوبرُو خوب کام کرتے ہیں
یک نگہ میں غلام کرتے ہیں

(داغ)

خاطر سے یا لحاظ سے وہ مان تو گیا
جھوٹی قسم سے آپ کا ایمان تو گیا

(☆☆)

خدا کے واسطے جانی مرے پہلُو سے مت سَرکو
اگر سَرکو تو یُوں سَرکو قلم کر کے مِرے سَر کو

(داغ)

خبر سُن کر مرے مرنے کی وہ بولے رقیبوں سے
خدا بخشے بہت سی خوبیاں تھیں مرنے والے میں

(مظفر علی اسیر)

خدا جانے یہ کس کی جلوہ گاہ ناز ہے دُنیا
ہزاروں اُٹھ گئے رونق ابھی باقی ہے محفل کی

(داغ)

خوب پردہ ہے کہ چلمن سے لگے بیٹھے ہیں
صاف چُھپتے بھی نہیں سامنے آتے بھی نہیں

(امیر مینائی)

خنجر چلے کسی پہ تڑپتے ہیں ہم امیؔر
سارے جہاں کا درد ہمارے جگر میں ہے

(میر انیس)

خیالِ خاطر احباب چاہیے ہر دم
انیؔس ٹھیس نہ لگ جائے آبگینوں کو

(سید آغا علی مہرؔ)

خدا کی دین کا موسیٰ سے پوچھئے احوال
کہ آگ لینے کو جائیں پیمبری مل جائے

(داغ)

خط ان کا بہت خوب، عبارت بہت اچھی
اللہ کرے حُسنِ رقم اور زیادہ

(☆☆)

خود راز، حقیقت کے وہی کھول رہا ہے
منصور کے پردے میں خدا بول رہا ہے

(داغ)

خط میں لکھّے ہوئے رنجش کے کلام آتے ہیں
کِس قیامت کے یہ نامے مرے نام آتے ہیں

(ہری چند اختر)

خدا تو خیر مسلماں تھا اس سے کیا شکوہ
مرے لیے مرے پرماتما نے کُچھ نہ کیا

(حسرت موہانی)

خرد کا نام جنوں پڑ گیا جنوں کا خرد
جو چاہے آپ کا حُسنِ کرشمہ ساز کرے

(ریاضؔ خیرآبادی)

خلوت ہے، بے حجاب ہیں وہ، جل رہی ہے شمع
اچھا ہے اس کو اور جلائیں تمام رات

(پیرزادہ قاسم)

خون سے جب جلا دیا، ایک دیا بجھا ہوا
پھر مجھے دے دیا گیا، ایک دیا بجھا ہوا

(سراج اورنگ آبادی)

خبرِ تحیّرِ عشق سُن نہ جنوں رہا نہ پری رہی
نہ تو تُو رہا نہ تو میں رہا جو رہی تو بے خبری رہی

(مولانا ظفر علی خان)

خدا نے آج تک اس قوم کی حالت نہیں بدلی
نہ ہو جس کو خیال آپ اپنی حالت کے بدلنے کا

(کشن لال خنداں)

خلقِ خدا کی خدمت، خنداں کبھی نہ کرنا
جِس کا گلا دباؤ آنکھیں نکالتا ہے

(رسا جالندھری)

خوش نصیبی میں ہے یہی اک عیب
بد نصیبوں کے گھر نہیں آتی

(روحی کنجاہی)

خود کو بڑھا چڑھا کے بتاتے ہیں یار لوگ
حالانکہ اس سے فرق تو پڑتا نہیں کوئی

(شاد عظیم آبادی)

خموشی سے مصیبت اور بھی سنگین ہوتی ہے
تڑپ اے دل تڑپنے سے ذرا تسکین ہوتی ہے

(☆☆)

خدا کے فضل سے یوسف جمال کہلائے
اب اور چاہتے کیا ہو پیمبری مِل جائے

(شہزاد نیّر)

خدائے ارض! میں بیٹی کے خواب کات سکوں
تو میرے کھیت میں اتنی کپاس رہنے دے

(محبوب خزاں)

خزاں کبھی تو لکھو ایک اِس طرح کی غزل
کہ جیسے بچے خوشی سے گلی میں کھیلتے ہیں

(د)

(ذوق)

دشنام، ہو کے تُرش، وہ ابرو ہزار دے
یہ وہ نشہ نہیں جسے تُرشی اُتار دے

(واجد علی شاہ اختر)

درو دیوار پہ حسرت سے نظر کرتے ہیں
خوش رہو اہلِ وطن ہم تو سفر کرتے ہیں

(جلیل مانک پوری)

دل کے آئینے میں ہے تصویرِ یار
جب ذرا گردن جھکائی دیکھ لی

(امیر خاں انجام)

دُور سے آئے تھے ساقی سُن کے مے خانے کو ہم
پر ترستے ہی چلے اب ایک پیمانے کو ہم

(ریاض خیر آبادی)

دیکھا کیئے وہ مست نگاہوں سے بار بار
جب تک شراب آئی کئی دَور ہو گئے

(حزیں)

دُنیا کے جو مزے ہیں ہرگز وہ کم نہ ہوں گے
چرچے یہی رہیں گے افسوس ہم نہ ہوں گے

(سراج اورنگ آبادی)

دو رنگی خُوب نئیں یک رنگ ہو جا
یکا یک موم ہو یا سنگ ہو جا

(علامہ اقبال)

دُنیا کی محفلوں سے اُکتا گیا ہوں یا رب
کیا لطف انجمن کا جب دل ہی بُجھ گیا ہو

(اشرف علی خان)

دیوانگی میں بھی مجھے اتنا تو ہوش ہے
تصویر کی پسند تو تیری پسند کی

(مومن خان مومن)

در بدر ناصیہ فرسائی سے کیا ہوتا ہے
وہی ہوتا ہے جو قسمت کا لکھا ہوتا ہے

(☆☆)

دُنیا میں ہُوں دُنیا کا طلبگار نہیں ہُوں
بازار سے گزرا ہوں، خریدار نہیں ہُوں

(انجم رومانی)

دل سے اُٹھتا ہے صبح وشام دُھواں
کوئی رہتا ہے اس مکاں میں ابھی

(جگر مرادآبادی)

دُور جاکر دیکھتے نزدیک آکر دیکھتے
ہم سے ہوسکتا تو ہم ان کو برابر دیکھتے

(مُنی جان حجاب)

دل بہت بے چین بے آرام ہے
کیا محبت کا یہی انجام ہے

(جلیل مانکپوری)

دیکھا جو حسنِ یار طبیعت مچل گئی
آنکھوں کا تھا قصور چھری دل پہ چل گئی

(قتیل شفائی)

دُنیا میں قتیلؔ اس سا منافق نہیں کوئی
جو ظلم تو سہتا ہے بغاوت نہیں کرتا

(جگر مرادآبادی)

دل گیا رونق حیات گئی
غم گیا ساری کائنات گئی

(سیماب اکبرآبادی)

دل کی بساط کیا تھی نگاہِ جمال میں
اک آئینہ تھا ٹوٹ گیا دیکھ بھال میں

(نُوح ناروی)

دکھائے پانچ عالم، اک پیامِ شوق نے مجھ کو
الجھنا، روٹھنا، لڑنا، بگڑنا، دُور ہو جانا

(فانی)

دل کا اجڑنا سہل سہی پر بسنا سہل نہیں ظالم
بستی بسنا کھیل نہیں ہے بستے بستے بستی ہے

(ریاض خیرآبادی)

دھوکے سے پلا دی تھی اسے بھی کوئی دو گھونٹ
پہلے سے بہت نرم ہے واعظ کی زباں اب

(مظہر علی خان وِلا)

دل ہے ہزار جا پر، گو دیکھنے کو یاں ہو
یارو! نہ چھیڑو مجھ کو، کیا جانیے، کہاں ہو

(فیض احمد فیض)

دُنیا نے تیری یاد سے بیگانہ کر دیا
تجھ سے بھی دلفریب ہیں غم روزگار کے

(نغمانہ کنول شیخ)

دُعا کی شام بھی ہونٹوں پہ نام ان کا ہے
ہوا کے مہکے سُروں میں پیام ان کا ہے

(مرزا غالب)

دیکھنا تقریر کی لذّت کہ جو اس نے کہا
میں نے یہ جانا کہ گویا یہ بھی میرے دل میں ہے

(ایم ڈی تاثیر)

دل نے آنکھوں سے کہی آنکھوں نے دل سے کہہ دی
بات چل نکلی ہے اب دیکھیں کہاں تک پہنچے

(مولا بخش قلق)

دُنیا بھی عجیب سرائے فانی دیکھی
ہر چیز یہاں کی آنی جانی دیکھی
جو آ کے نہ جائے وہ بڑھاپا دیکھا
جو جا کے نہ آئے وہ جوانی دیکھی

(نواب الٰہی بخش معروفؔ)

درد سر ہے، ہو کسے صندل لگانے کا دماغ
اس کا اک گھسنا، لگانا، دردِ سر یہ بھی تو ہے

(قمر جلالوی)

دبا کے قبر میں سب چل دیئے دعا نہ سلام
ذرا سی دیر میں کیا ہوگیا زمانے کو

(مولانا حالی)

دریا کو اپنی موج کی طغیانیوں سے کام
کشتی کسی کی پار ہو یا درمیاں رہے

(سائل دہلوی)

دمِ رُخصت مجھے تم یہ تو بتاتے جاتے
دَم رُکا جاتا ہے کیوں سینے میں آتے جاتے

(خواجہ امین الدین امین)

دن کٹا فریاد میں اور رات زاری میں کٹی
عُمر کٹنے کو کٹی پر کیا ہی خواری میں کٹی

(وزیری)

دل کو اُلٹ پلٹ کے دکھانے سے فائدہ
کہہ جو دیا کہ تیرِ نظر کامیاب ہے

(فیضؔ)

دونوں جہان تیری محبت میں ہار کے
وہ جا رہا ہے کوئی شبِ غم گزار کے

(☆☆)

دومنفیوں کی ضرب سے بنتی ہے ایک جمع
ظالم خدا کے واسطے کہہ دے نہیں نہیں
(جگرؔ مرادآبادی)

دیکھو تو چشم یار کی جادو نگاہیاں
ہر اِک کو ہے گماں کہ مخاطب ہمیں رہے
(داغؔ)

دل لے کے مفت کہتے ہیں کچھ کام کا نہیں
الٹی شکائتیں ہوئیں احسان تو گیا
(مرزا غالبؔ)

دل ہی تو ہے نہ سنگ وخشت درد سے بھر نہ آئے کیوں؟
روئیں گے ہم ہزار بار کوئی ہمیں ستائے کیوں؟
(مرزا غالبؔ)

داغِ فراقِ صحبتِ شب کی جلی ہوئی
اِک شمع رہ گئی ہے، سووہ بھی خموش ہے
(داغؔ)

دیکھا ہے میکدے میں جو اے شیخ کچھ نہ پوچھ
ایمان کی تو یہ ہے کہ ایمان تو گیا
(جرأت)

دل پر لگا اُلٹ کے وہیں تیر آہ کا
جو یاد آگیا وہ پلٹنا نگاہ کا

(منوہر جانگلی)

دِھیاں جوائیں لے گئے، بہواں لے گئے پُوت
کہو منوہر جانگلی تم رہے اُوت کے اُوت

(امجد اسلام امجد)

دل کے دریا کو کسی روز اتر جانا ہے
اتنا بے سمت نہ چل، لوٹ کے گھر جانا ہے

(جعفر طاہر)

دونوں ہاتھوں میں اُٹھائے ہوئے بھاری پتھر
مارنے آئے ہیں عیسیٰ کو حواری پتھر

(اختر شیرانی)

دل و دماغ کو رولوں گا، آہ کرلوں گا
تمھارے عشق میں سب کچھ تباہ کرلوں گا

(میر تقی میر)

دل مجھے اُس گلی میں لے جاکر
اور بھی خاک میں ملا لایا

(ابن انشا)

دل سی چیز کے گاہک ہوں گے دو یا ایک ہزار کے بیچ
انشا جی کیا مال لیے بیٹھے ہو تم بازار کے بیچ

(عدم)

دل اور اِک فقیر کا دل اے پری جمال
قیمت نہ پوچھ مال پہ تھوڑا سا غور کر

(ڈاکٹر انعام الحق جاوید)

دن کو ملتا ہے نہ ملتا ہے اُسے رات کا وقت
مجھ کو دیتا ہی نہیں ہے وہ ملاقات کا وقت

(حفیظ جالندھری)

دیکھا جو کھا کے تیر کمیں گاہ کی طرف
اپنے ہی دوستوں سے ملاقات ہوگئی

(سید محمد اثر)

دن کٹا، جس طرح کٹا لیکن
رات کٹتی نظر نہیں آتی

(داغ)

دی مؤذن نے شبِ وصل اذاں پچھلی رات
ہائے کم بخت کو کس وقت خدا یاد آیا

(کلیم عاجز)

دامن پہ کوئی چھینٹ نہ خنجر پہ کوئی داغ
تم قتل کرو ہو کہ کرامات کرو ہو

(سیّد عابد علی عابد)

دمِ رخصت وہ چُپ رہے عابدؔ
آنکھ میں پھیلتا گیا کاجل

(انوار فیروز)

دیئے جلا کے جو ظلمت کو جگمگا دے گا
خبر نہ تھی کہ زمانہ اسے سزا دے گا

(ڈاکٹر انعام الحق جاوید)

دل فقر و قناعت میں قلندر سے بڑا ہو
اور ظرف کی حد یہ کہ سمندر سے بڑا ہو
ظاہر کی بڑائی کوئی معنی نہیں رکھتی
دراصل بڑا وہ ہے جو اندر سے بڑا ہو

(جرم محمد آبادی)

دیوانہ مجھ کو کہتے ہیں اہلِ خرد مگر
دیوانہ کیوں ہُوا یہ کوئی پوچھتا نہیں

(سکندر علی وجد)

دل کی بستی عجیب بستی ہے
یہ اجڑنے کے بعد بستی ہے

(میر تقی میر)

دور بیٹھا غبارِ میر اس سے
عشق بن یہ ادب نہیں آتا

(اکبر الٰہ آبادی)

دعویٰ بہت بڑا ہے ریاضی میں آپ کو
طولِ شبِ فراق ذرا ناپ دیجئے

(ناصر کاظمی)

دل تو میرا اداس ہے ناصر
شہر کیوں سائیں سائیں کرتا ہے

(آرزو لکھنوی)

دفعتاً ترکِ تعلق میں بھی رسوائی ہے
الجھے دامن کو چھڑاتے نہیں جھٹکا دے کر

(بشیر درانی)

دشمنِ دل ہی نہیں دشمنِ جاں ہوتا ہے
اُف وہ احساس جو پیری میں جواں ہوتا ہے

(خورشید رضوی)

دو حرف تسلی کے، جس نے بھی کہے اس کو
افسانہ سنا ڈالا، تصویر دکھا ڈالی

(اسلم انصاری)

دیوارِ خستگی ہوں، مجھے ہاتھ مت لگا
میں گر پڑوں گا، دیکھ، مجھے آسرا نہ دے

(یوسف ظفر)

دھڑکتے دل کی صدا بھی عجیب شے ہے ظفر
کہ جیسے کوئی مرے ساتھ ساتھ چلتا ہو

(اقبال ساجد)

درِ قفس جو کھلا، آسمان بھول گئے
رہا ہوئے تو پرندے اڑان بھول گئے

(قائم)

دردِ دل کچھ کہا نہیں جاتا
آہ چپ بھی رہا نہیں جاتا

(میر تقی میر)

دل کی ویرانی کا کیا مذکور ہے
یہ نگر سو مرتبہ لوٹا گیا

(باقی صدیقی)

دوستی خونِ جگر چاہتی ہے
کام مشکل ہے تو رستہ دیکھو

(صوفی غلام مصطفیٰ تبسم)

دیکھے ہیں بہت ہم نے ہنگامے محبت کے
آغاز بھی رسوائی، انجام بھی رسوائی

(سلیم احمد)

دیوتا بننے کی حسرت میں معلّق ہو گئے
اب ذرا نیچے اُتریے آدمی بن جایئے

(جگر مرادآبادی)

دل میں کسی کے راہ کیے جا رہا ہوں میں
کتنا حسیں گناہ کیے جا رہا ہوں میں

(شہزاد احمد)

دھوپ نکلی ہے تو بادل کی رِدا مانگتے ہو
اپنے سائے میں رہو غیر سے کیا مانگتے ہو

(حبیب جالب)

دل کی بات لبوں پر لاکر اب تک ہم دکھ سہتے ہیں
ہم نے سنا تھا اس بستی میں دل والے بھی رہتے ہیں

(ڈ)

(مشّاق لکھنوی)

ڈھلا ہے حسن، لیکن رنگ ہے رخسارِ جاناں پر
ابھی باقی ہے کچھ کچھ دھوپ دیوار گلستاں پر

(ڈاکٹر انعام الحق جاوید)

ڈرتا ہوں کہیں ضبط کا پُل ٹوٹ نہ جائے
شعلوں کو چھپاؤں گا تہِ آب کہاں تک

(احمد فراز)

ڈوبتے ڈوبتے کشتی کو اچھالا دے دوں
میں نہیں کوئی تو ساحل پہ اتر جائے گا

(شاد عظیم آبادی)

ڈھونڈو گے اگر ملکوں ملکوں ملنے کے نہیں نایاب ہیں ہم
تعبیر ہے جس کی حسرت و غم، اے ہم نفسو وہ خواب ہیں ہم

(مرزا غالب)

ڈھانپا کفن نے داغِ عیوبِ برہنگی
میں ورنہ ہر لباس میں ننگِ وجود تھا

(احمد فراز)

ڈھونڈ اجڑے ہوئے لوگوں میں وفا کے موتی
یہ خزانے تجھے ممکن ہے خرابوں میں ملیں

(ذ)

(فانی بدایونی)

ذکر جب چھڑ گیا قیامت کا
بات پہنچی تری جوانی تک

(رحمان خاور)

ذکرِ فراقِ یار یوں ہم نے تمام کر لیا
شام کو صبح کر لیا صبح کو شام کر لیا

(نواب سلطان جہاں بیگم مخفیؔ)

ذرا ان کی شوخی تو دیکھنا، لیے زلفِ خم زدہ ہاتھ میں
مِرے پاس آئے دبے دبے، مجھے سانپ کہہ کے ڈرا دیا

(فراق گورکھپوری)

ذرا وصال کے بعد آئینہ تو دیکھ اے دوست
تیرے جمال کی دوشیزگی نکھر آئی

(ڈاکٹر انعام الحق جاوید)

ذرا سی بات ہے اور وہ بھی استعارے میں
کہ چاند کھو گیا کل رات اک ستارے میں

(ڈاکٹر آصف ڈار)

ذرا سی بات ہے آصف یہ بھولتے کیوں ہو
جو پیار کرتے ہیں شکوے ہزار کرتے ہیں

(ر)

(غلام محمد مست کلکتوی)

رنگ لاتی ہے حنا پتھر پہ گھس جانے کے بعد
سُرخرو ہوتا ہے انساں ٹھوکریں کھانے کے بعد

(میر تقی میر)

رہی نگفتہ مرے دل میں داستاں میری
نہ اس دیار میں سمجھا کوئی زباں میری

(ذوق)

رندِ خراب حال کو زاہد نہ چھیڑ تُو
تجھ کو پرائی کیا پڑی اپنی نبیڑ تُو

(شیخ قدرت اللہ قدرت)

رکھ نہ آنسو سے وصل کی اُمّید
کھاری پانی سے دال گلتی نہیں

(داغ)

رُخِ روشن کے آگے شمع رکھ کر وہ یہ کہتے ہیں
اُدھر جاتا ہے دیکھیں یا اِدھر پروانہ آتا ہے

(عطاء الحق قاسمی)

رات جب نیند سے مدہوش تھا آباد نگر
کیسی آواز تھی گرتی ہوئی دیواروں کی

(اکبر الٰہ آبادی)

رقیبوں نے رپٹ لکھوائی ہے جا جا کے تھانے میں
کہ اکبر نام لیتا ہے خدا کا اس زمانے میں

(داغ)

راہ پر ان کو لگا لائے تو ہیں باتوں میں
اور کھُل جائیں گے دو چار ملاقاتوں میں

(فرانسس گاٹلیب کوئیس فراسو)

رکھ اس کے تصور میں سدا دیدۂ تر بند
لازم ہے کہ کاشانۂ خلوت کا ہو در بند

(میر تقی میر)

روز ملنے پہ نہیں نسبتِ عشقی موقوف
عمر بھر ایک ملاقات چلی جاتی ہے

(اسد ملتانی)

رہیں نہ رند یہ زاہد کے بس کی بات نہیں
تمام شہر ہے دو چار دس کی بات نہیں

(عطاء الحق قاسمی)

رتبہ، منصب، ذات نہ لکھنا، نام مقام نہ لکھنا
عشق کرو تو دانہ لکھنا لیکن دام نہ لکھنا

(درد)

روندے ہے نقش پا کی طرح خلق یاں مجھے
اے عمرِ رفتہ چھوڑ گئی تو کہاں مجھے

(میر تقی میر)

راہِ دورِ عشق میں روتا ہے کیا
آگے آگے دیکھئے ہوتا ہے کیا

(عبدالرحیم خانِ خاناں)

رحمن دھاگا پریم کا مت توڑو جھٹکائے
ٹوٹے سے پھر نہ جُڑے، جُڑے گانٹھ پڑ جائے

(☆☆)

رفیقوں سے رقیب اچھے جو جل کر نام لیتے ہیں
گلوں سے خار بہتر ہیں جو دامن تھام لیتے ہیں

(ڈاکٹر انعام الحق جاوید)

رات کو دن میں بدلتی ہے زمیں کی گردش
اور بدل جاتے ہیں دن گردشِ حالات کے ساتھ

(داغ)

رہروِ راہِ محبت کا خدا حافظ ہے
اس میں دو چار بہت سخت مقام آتے ہیں

(اصغر گونڈوی)

رند جو ظرف اٹھا لیں، وہی ساغر بن جائے
جس جگہ بیٹھ کے پی لیں وہی مے خانہ بنے

(ہری چند اختر)

رہیں دو، دو، فرشتے ساتھ تو انصاف کیا ہوگا
کسی نے کچھ لکھا ہوگا، کسی نے کچھ لکھا ہوگا

(فیض)

رات یوں دل میں تری کھوئی ہوئی یاد آئی
جیسے ویرانے میں چپکے سے بہار آ جائے

(شکیب جلالی)

رہتے ہیں کچھ ملول سے چہرے پڑوس میں
اتنا نہ تیز کیجئے ڈھولک کی تھاپ کو

(انور صابری)

روز آپس میں لڑا کرتے ہیں اربابِ خرد
کوئی دیوانہ الجھتا نہیں دیوانے سے

(فراق)

رات بھی، نیند بھی، کہانی بھی
ہائے کیا چیز ہے جوانی بھی

(جاوید قاسم)

رات بیتی تو پھر یقیں آیا
جس کو آنا تھا وہ نہیں آیا

(فیض)

رنگ پیراہن کا، خوشبو زلف لہرانے کا نام
موسم گل ہے تمہارے بام پر آنے کا نام

(پروین شاکر)

ریل کی سیٹی میں کیسے ہجر کی تمہید تھی
اس کو رخصت کر کے گھر لوٹے تو اندازہ ہوا

(☆☆)

رات کی بات کا مذکور ہی کیا
چھوڑیئے رات گئی بات گئی

(اسماعیل میرٹھی)

راستی سیدھی سڑک ہے جس میں کچھ کھٹکا نہیں
کوئی رہرو آج تک اس راہ سے بھٹکا نہیں

(میر مہدی مجروح)

رہ کے مسجد میں کیا ہی گھبرایا
رات کاٹی خدا خدا کر کے

(کمار پاشی)

رنگوں کے اہتمام میں صورت بگڑ گئی
لفظوں کی دھن میں ہاتھ سے معنی نکل گئے

(امجد اسلام امجد)

رات میں اس کشمکش میں دیر تک سویا نہیں
کل میں جب جانے لگا تو اس نے کیوں روکا نہیں

(آرزو لکھنوی)

رہنے دو تسلی تم اپنی دکھ جھیل چکے دل ٹوٹ گیا
اب ہاتھ ملے سے ہوتا ہے کیا جب ہاتھ سے ناوک چھوٹ گیا

(احسان شاہد)

روزِ محشر حساب کیا لے گا
جو مجھے بے حساب دیتا ہے

(ز)

(داغ)

زندگی کا ساز بھی کیا ساز ہے
بج رہا ہے اور بے آواز ہے

(حفیظ جالندھری)

زمانے میں چرچے ہیں دیر و حرم کے
بڑی رونقوں پر ہیں دونوں دکانیں

(ثاقب لکھنوی)

زمانہ بڑے شوق سے سن رہا تھا
ہمیں سو گئے داستاں کہتے کہتے

(ولی دکنی)

زندگی جامِ عیش ہے لیکن
فائدہ کیا اگر مدام نہیں

(داغ)

زاہد شراب پینے دے مسجد میں بیٹھ کر
یا وہ جگہ بتا کہ جہاں پر خدا نہ ہو

(اکبر الہ آبادی)

زندگانی کا مزہ دل کا سہارا نہ رہا
ہم کسی کے نہ رہے کوئی ہمارا نہ رہا

(راسخ عظیم آبادی)

زندگی سمجھا تھا جس کو موت تھی
مجھ کو راسخ عمر بھر دھوکا رہا

(چکبست)

زندگی کیا ہے عناصر میں ظہورِ ترتیب
موت کیا ہے انہی اجزا کا پریشاں ہونا

(بہادر بیگ خان غالب دہلوی)

زلف کو کہنا پریشاں عقل کی دُوری ہے یہ
ہر گرہ میں اسکی دل ہے گانٹھ کی پوری ہے یہ

(منشی پال مکند بے صبر)

زمیں سے آسماں اور آسماں سے لامکاں پہنچے
تلاشِ یار میں دیکھو کہاں سے ہم کہاں پہنچے

(افتخار عارف)

زندگی نذر گزاری تو ملی چادرِ خاک
اس سے کم پر تو یہ نعمت نہیں ملنے والی

(میر درد)

زندگی ہے یا کوئی طوفان ہے
ہم تو اس جینے کے ہاتھوں مر چلے

(احمد ندیم قاسمی)

زندگی شمع کی مانند جلاتا ہوں ندیؔم
بجھ تو جاؤں گا مگر صبح تو کر جاؤں گا

(اصغر گونڈوی)

زاہد نے مرا حاصلِ ایماں نہیں دیکھا
رخ پر تری زلفوں کو پریشاں نہیں دیکھا

(ڈاکٹر انعام الحق جاوید)

زندگی کے صحرا میں چھاؤں ایک سپنا ہے
دھوپ میں ہمیں جانے کتنی دیر تپنا ہے
موسمی ہواؤں کا کیجئے گلہ کیوں کر
کشتیوں کے شانوں پر بادباں تو اپنا ہے

(سرور مجاز)

زرخیز زمینیں کبھی بنجر نہیں ہوتیں
دریا ہی بدل لیتے ہیں رستہ اسے کہنا

(صغیر ملال)

زندگی پیاری ہے لوگوں کو اگر اتنی ملالؔ
کیوں مسیحاؤں کو زندہ نہیں رہنے دیتے

(ساغر صدیقی)

زندگی جبرِ مسلسل کی طرح کاٹی ہے
جانے کس جرم کی پائی ہے سزا، یاد نہیں

(نور بجنوری)

زلزلہ آیا وہ دل میں وقت کی رفتار سے
خود بخود تصویر تیری گر پڑی دیوار سے

(عبرت گورکھپوری)

زمانے کی گردش سے چارا نہیں
زمانہ ہمارا تمھارا نہیں

(س)

(میر حسن)

سدا عیش، دوراں دکھاتا نہیں
گیا وقت پھر ہاتھ آتا نہیں

(ناسخ)

سیہ بختی میں کب کوئی کسی کا ساتھ دیتا ہے
کہ تاریکی میں سایہ بھی جُدا رہتا ہے انساں سے

(حالی)

سدا ایک ہی رُخ نہیں ناؤ چلتی
چلو تم ادھر کو ہوا ہو جدھر کی

(ناسخ)

ساتھ اپنے جو مجھے یار نے سونے نہ دیا
رات بھر طالعِ بیدار نے سونے نہ دیا

(امیر مینائی)

ساری دُنیا کے ہیں وہ میرے سوا
میں نے دُنیا چھوڑ دی جن کے لیے

(آتش)

سُن تو سہی جہاں میں ہے تیرا فسانہ کیا
کہتی ہے تجھ کو خلقِ خدا غائبانہ کیا

(انشاءاللہ خان انشا)

سنایا رات کو قصہ جو ہیر رانجھے کا
تو اہلِ درد کو پنجابیوں نے لُوٹ لیا

(فانی)

سُنے جاتے نہ تھے تم سے مرے دن رات کے شکوے
کفن سرکاؤ میری بے زبانی دیکھتے جاؤ

(قلندر بخش جرأت)

سرسری ان سے ملاقات ہے گاہے گاہے
صحبتِ غیر میں گاہے، سرراہے گاہے

(جوش ملیح آبادی)

سوزِ غم دے کے مجھے اس نے یہ ارشاد کیا
جا تجھے کشمکشِ دہر سے آزاد کیا

(داغ)

ساز یہ کینہ ساز کیا جانیں
ناز والے نیاز کیا جانیں

(آتش)

سر، شمع ساں کٹائیے، پر دَم نہ ماریئے
منزل ہزار سخت ہو، ہمت نہ ہاریئے

(احمد نوید)

سینے سے مرے زہر اُترنے نہیں دیتے
زندہ رہیں وہ لوگ جو مرنے نہیں دیتے

(نصیر الدین حیدر شاہ)

سمایا ہے جب سے تُو نظروں میں میری
جدھر دیکھتا ہُوں اُدھر تو ہی تُو ہے

(ڈاکٹر انعام الحق جاوید)

ساحل کی بشارت ہے اُسی شخص کے لب پر
کشتی کو جو طوفاں سے نکلنے نہیں دیتا

(مرزا غالب)

سیکھے ہیں مہ رخوں کے لیے ہم مصّوری
تقریب کچھ تو بہرِ ملاقات چاہیے

(شاد عظیم آبادی)

سُنی حکایتِ ہستی تو درمیاں سے سُنی
نہ ابتدا کی خبر ہے نہ انتہا معلوم

(مصحفی)

سرِ کوئے ناشناساں ہمیں دن سے رات کرنا
کبھی اس سے بات کرنا کبھی اس سے بات کرنا

(شیخ ظہور الدین حاتم)

سر کو پٹکا ہے کبھو، سینہ کبھو کوٹا ہے
رات بھر ہجر کی دولت کا مزا لوٹا ہے

(سودا)

سودا جو ترا حال ہے اتنا تو نہیں وہ
کیا جانیے تو نے اسے کس آن میں دیکھا

(سیف الدین سیف)

سیف اندازِ بیاں رنگ بدل دیتا ہے
ورنہ دُنیا میں کوئی بات نئی بات نہیں

(مرزا غالب)

سُنتے ہیں جو بہشت کی تعریف سب درست
لیکن خدا کرے کہ تری جلوہ گاہ ہو

(ڈاکٹر انعام الحق جاوید)

سکوں حاصل نہیں جس میں کہیں پر
مجھے رہنا پڑا ایسی زمیں پر

(ساغر نظامی)

سُنا مغنّی مجھے وہ نغمہ کہ جھوم جائے شباب تیرا
اگر ذرا بھی کیا تکلّف تو چھین لوں گا رباب تیرا

(قمر جلالوی)

سرمے کا تل بنا کے رُخِ لاجواب میں
نقطہ بڑھا رہے ہو، خدا کی کتاب میں

(نظم طباطبائی)

سنی جو میرے قدم کی آہٹ تو جا کے شوخی سے سو رہے وہ
جو میں نے تلوے میں گدگدایا الٹ دیا مسکرا کے آنچل

(اقبال ساجد)

سورج ہوں زندگی کی رمق چھوڑ جاؤں گا
میں ڈوب بھی گیا تو شفق چھوڑ جاؤں گا

(نظیر اکبر آبادی)

ساقی یہ پلا اس کو جو ہو جام سے واقف
ہم آج تلک مے کے نہیں نام سے واقف

(ڈاکٹر انعام الحق جاوید)

سر سے بدن کا بوجھ اتارا نہیں ابھی
ہارا ہُوں کھیل حوصلہ ہارا نہیں ابھی

(صوفی تبسم)

سو بار چمن مہکا، سو بار بہار آئی
دنیا کی وہی رونق، دل کی وہی تنہائی

(سودا)

سودا خدا کے واسطے کر قصہ مختصر
اپنی تو نیند اڑ گئی تیرے فسانے میں

(صابر رضا)

سفر میں بوجھ اُٹھانا محال تھا سو ہم
تمام خواب تمھارے ہی پاس چھوڑ آئے

(تمنا عمادی)

ساقی! گھٹا ہے، صحن چمن ہے، بہار ہے
اب کارِ خیر میں تجھے کیا انتظار ہے

(آغا حشر کاشمیری)

سب کچھ خدا سے مانگ لیا تجھ کو مانگ کر
اُٹھتے نہیں ہیں ہاتھ مرے اس دُعا کے بعد

(ش)

(شاہ کمال)

شبِ وصال میں جب روزِ غم کی بات چلی
خروشِ مرغِ سحر نے کہا کہ رات چلی

(رسا چغتائی)

شرم مانع تھی فقط بندِ قبا کھلنے تلک
پھر تو وہ جانِ حیا ایسا کھُلا ایسا کھُلا

(پنڈت مہتاب رائے تاباں دہلوی)

شعلہ بھڑک اٹھا مرے اس دل کے داغ سے
اِس گھر کو آگ لگ گئی گھر کے چراغ سے

(اسلم کولسری)

شہر میں آکر پڑھنے والے بھُول گئے
کس کی ماں نے کتنا زیور بیچا تھا

(نواب مصطفےٰ خان شیفتہ)

شاید اسی کا نام محبت ہے شیفتہ
اک آگ سی ہے سینے کے اندر لگی ہوئی

(☆☆)

شب وصال ہے گُل کر دو ان چراغوں کو
خوشی کی بزم میں کیا کام جلنے والوں کا

(آتش)

شبِ وصل تھی، چاندنی کا سماں تھا
بغل میں صنم تھا، خدا مہرباں تھا

(اصغر علی نسیم)

شوقِ شراب و خواہشِ جام و سبُو نہیں
ہے سب حرام جب سے کہ پہلو میں تُو نہیں

(نوح ناروی)

شبِ غم کس طرح گزری، شبِ غم اس طرح گزری
نہ تم آئے، نہ چین آیا، نہ موت آئی، نہ خواب آیا

(نادر کاکوروی)

شکایت کرکے غُصہ اوران کا تیز کرنا ہے
ابھی تو گفتگوئے مصلحت آمیز کرنا ہے

(مومن خان مومن)

شب تم جو بزمِ غیر میں آنکھیں چُرا گئے
کھوئے گئے ہم ایسے کہ اغیار پا گئے

(مرزا عظیم بیگ عظیم)

شہ زور اپنے زور میں گرتا ہے مثلِ برق
وہ طفل کیا کرے گا جو گھٹنوں کے بل چلے

(شوکت واسطی)

شوکت ہمارے ساتھ بڑا سانحہ ہُوا
ہم رہ گئے ہمارا زمانہ چلا گیا

(جلال لکھنوی)

شب کو مے خُوب سی پی! صبح کو توبہ کرلی
رند کے رند رہے ہاتھ سے جنّت نہ گئی

(از ہر درانی)

شریکِ جرم نہ ہوتے تو مخبری کرتے
ہمیں خبر ہے لٹیروں کے ہر ٹھکانے کی

(میر تقی میر)

شام ہی سے بجھا سا رہتا ہے
دل ہے گویا چراغ مفلس کا

(افتخار عارف)

شکم کی آگ لیے پھر رہی ہے شہر بہ شہر
سگِ زمانہ ہیں، ہم کیا ہماری ہجرت کیا

(احمد فراز)

شدتِ تشنگی میں بھی غیرتِ میکشی رہی
اس نے جو پھیر لی نظر میں نے بھی جام رکھ دیا

(ریاض خیر آبادی)

شور تھا بوتل اُٹھے، مینا اُٹھے، ساغر اُٹھے
اتنی ساقی نے پلا دی رند توبہ کر اُٹھے

(نواب یار محمد خان امیر)

شکست و فتح نصیبوں سے ہے امیر و لے
مقابلہ تو دِل ناتواں نے خوب کیا

(عبدالحمید عدم)

شاید مجھے نکال کے پچھتا رہے ہوں آپ
محفل میں اس خیال سے پھر آ گیا ہُوں میں

(غلام محمد قاصر)

شوق، برہنہ پا چلتا تھا اور رستے پتھریلے تھے
گھستے گھستے گھس گئے آخر کنکر جو نوکیلے تھے

(منیر نیازی)

شہر میں وہ معتبر میری گواہی سے ہُوا
پھر مجھے اس شہر میں نا معتبر اس نے کیا

(ڈاکٹر انعام الحق جاوید)

شاخ جھکتی جا رہی ہے قربتوں کے بوجھ سے
پیڑ پر ترکِ تعلق کا ثمر آنے کو ہے

(ناصر کاظمی)

شعاعِ حسن ترے حسن کو چھپاتی تھی
وہ روشنی تھی کہ صورت نظر نہ آتی تھی

(یوسف ظفر)

شکستہ حال ہے اک گورِ بے اماں کی طرح
یہ سرزمیں مجھے پالا ہے جِس نے ماں کی طرح

(توصیف تبسّم)

شام کی دہلیز پر رکھا ہوا اِک اور دن
بے بسی سے دیکھتا ہوں رائگاں ہوتا ہوا

(ص)

(غضنفر ہاشمی)

صرف آنکھیں ہی جو بن جائیں تو یہ بھی ہے بہت
پوری تصویر مجھے اس کی بنانی بھی نہیں

(غالب)

صادق ہوں اپنے قول میں غالب خدا گواہ
کہتا ہُوں سچ کہ جھوٹ کی عادت نہیں مجھے

(آبرو)

صنم کہتے ہیں تیرے بھی کمر ہے
کہاں ہے کس طرف کو ہے کدھر ہے

(شوق لکھنوی)

صبح کو طائرانِ خوش الحان
پڑھتے ہیں کُلُّ مَن علیھا فان

(گستاخ رامپوری)

صد سالہ دورِ چرخ تھا ساغر کا ایک جام
نکلے جو میکدے سے تو دُنیا بدل گئی

(تسلیم لکھنوی)

صبح ہوتی ہے شام ہوتی ہے
عمر یونہی تمام ہوتی ہے

(انور شعور)

صرف اس کے ہونٹ کاغذ پر بنا دیتا ہوں میں
خود بنا لیتی ہے ہونٹوں پر ہنسی اپنی جگہ

(ض)

(احمد فرازؔ)

ضبط لازم ہے مگر دکھ ہے قیامت کا فرازؔ
ظالم اب کے بھی نہ روئے گا تو مر جائے گا

(ڈاکٹر انعام الحق جاوید)

ضِد میں آ کر رستے بانٹ لیے ہیں ہم نے
دیکھنے والا ہوگا اب انجام ہمارا

(نورین طلعت عروبہ)

ضرورت ہو نہ ہو اس سے بھلا کیا فرق پڑتا ہے
جنھیں ہو مانگنا وہ بے ارادہ مانگ لیتے ہیں

(جلیل عالی)

ضیائے صبح کہیں راستے سے لوٹ گئی
ہوا کے شوق میں ہم سب دِیے بجھا بیٹھے

(ط)

(جمشید مسرور)

طلب جو ہو بھی تو ہم ہونٹ بند رکھتے ہیں
کہ ہم انا کا علم سر بلند رکھتے ہیں

(ساقی فاروقی)

طواف درد نہ کر، آنسوؤں کے پاس نہ رہ
جواز ڈھونڈ کوئی، بے سبب اداس نہ رہ

(نغمانہ کنول شیخ)

طے ہوا ہے کہ تری دید نہیں ہو سکتی
عید کے دن بھی مری عید نہیں ہو سکتی

(☆☆)

طبیعت میں لکھی سختی تو مر کر بھی نہیں مٹتی
گئی میری لحد کھودی تو پتھریلی زمیں نکلی

(سیماب اکبر آبادی)

طولِ رہ حیات سے گھبرا رہا ہوں میں
گھبرا رہا ہوں اور چلا جا رہا ہوں میں

(ظ)

(مرزا خضر سلطان خضر)

ظلم ہم پر ذرا سمجھ کے کرو
اے بتو بندۂ خدا ہیں ہم

(بہادر شاہ ظفر)

ظفر آدمی اسکو نہ جانیے گا، ہو وہ کیسا ہی صاحبِ فہم و ذکا
جسے عیش میں یادِ خدا نہ رہی جسے طیش میں خوفِ خدا نہ رہا

(ع)

(جلیل مانکپوری)

عید کا دن ہے گلے آج تو مل لے ظالم
رسمِ دنیا بھی ہے موقع بھی ہے دستور بھی ہے

(غالب)

عشق نے غالب نکمّا کر دیا
ورنہ ہم بھی آدمی تھے کام کے

(منعم)

عرض غصّے میں کسی اہلِ وفا کی نہ سنے
ہٹ پر آ جائے وہ کافر تو خدا کی نہ سنے

(جعفر علی خان ذکیؔ)

عشق میں نسبت نہیں بلبل کو پروانے کے ساتھ
وصل میں وہ جان دے، یہ ہجر میں جیتی رہے

(سیماب اکبر آبادی)

عمرِ دراز مانگ کے لائے تھے چار دن
دو آرزو میں کٹ گئے دو انتظار میں

(شوق لکھنوی)

عمر بھر کون کس کو روتا ہے
کون صاحب! کسی کا ہوتا ہے

(شاہ عالم ثانی آفتاب)

عاقبت کی خبر خدا جانے
اب تو آرام سے گزرتی ہے

(ڈاکٹر اجمل نیازی)

عہد ظلمت میں مجھے مثل سحر بھیجا گیا
دیر تک سوئے ہوئے لوگوں کے گھر بھیجا گیا

(مرزا محمد تقی ہوسؔ)

عاشق تو تھا ہوسؔ، کہو، دیوانہ کب ہُوا
لو اٹھ گیا حجاب، بڑا ہی غضب ہُوا

(مرزا غالب)

عشرتِ قطرہ ہے دریا میں فنا ہو جانا
درد کا حد سے گزرنا ہے دوا ہو جانا

(محمد حسین کلیم)

عرق نہیں ترے رُو سے گلاب ٹپکے ہے
عجب یہ بات ہے شعلے سے آب ٹپکے ہے

(مومن)

عمر ساری تو کٹی عشق بُتاں میں مومن
آخری عمر میں کیا خاک مسلماں ہوں گے

(پروین شاکر)

عشق نے سیکھ لی ہے وقت کی تقسیم کہ اب
وہ مجھے یاد تو آتا ہے مگر کام کے بعد

(مضطر خیر آبادی)

علاجِ دردِ دِل تم سے مسیحا ہو نہیں سکتا
تم اچھا کر نہیں سکتے میں اچھا ہو نہیں سکتا

(خان آرزو)

عبث، دل، بے کسی پہ اپنی تو ہر وقت روتا ہے
نہ کر غم، اے دوانے، عشق میں ایسا ہی ہوتا ہے

(ڈاکٹر انعام الحق جاوید)

عجیب وقت تھا وہ وقت جب بہ مجبوری
بچھڑتے لمحوں میں رخصت مجھے کیا اس نے
ملا رہا تھا وہ جب مجھ سے اپنا دایاں ہاتھ
تو بائیں ہاتھ کو آنکھوں پہ رکھ لیا اس نے

(میر انیس)

عاشق کو دیکھتے ہیں دوپٹے کو تان کر
دیتے ہیں ہم کو شربتِ دیدار چھان کر

(مرزا غالب)

عشق پر زور نہیں، ہے یہ وہ آتش غالبؔ
کہ لگائے نہ لگے اور بجھائے نہ بنے

(علامہ اقبال)

عروجِ آدمِ خاکی سے انجم سہمے جاتے ہیں
کہ یہ ٹوٹا ہوا تارہ مہِ کامل نہ بن جائے

(احمد ندیم قاسمی)

عمر بھر سنگ زنی کرتے رہے اہل وطن
یہ الگ بات کہ دفنائیں گے اعزاز کے ساتھ

(مومن)

عمر بھر میں دو ہی گھڑیاں مجھ پر گزری ہیں کٹھن
آپ کے آنے سے پہلے، آپ کے جانے کے بعد

(اقبال ساجد)

عہد جدید تر کا نمائندہ کون ہے
گر میں نہیں تو اور یہاں زندہ کون ہے

(فضل احمد کریم فضلی)

عشق ہے کس قدر بلند مقام
اس سے آگے ہے بس خدا کا نام

(سلیم احمد)

عشق میں جس کے یہ احوال بنا رکھا ہے
اب وہی کہتا ہے اس وضع میں کیا رکھا ہے

(رئیس فروغ)

عشق وہ کارِ مسلسل ہے کہ ہم اپنے لیے
ایک لمحہ بھی پس انداز نہیں کر سکتے

(ڈاکٹر انعام الحق جاوید)

عداوتیں جو کسی کی عدو سے ختم ہوئیں
جہاں کہیں بھی ہوئیں گفتگو سے ختم ہوئیں

(سحر انصاری)

عجیب ہوتے ہیں آدابِ رخصتِ محفل
کہ اُٹھ کے وہ بھی چلا جس کا گھر نہ تھا کوئی

(غ)

(چراغ حسن حسرت)

غیروں سے کہا تم نے، غیروں سے سنا تم نے
کچھ ہم سے کہا ہوتا، کچھ ہم سے سنا ہوتا

(داغ)

غضب کیا ترے وعدے پہ اعتبار کیا
تمام رات قیامت کا انتظار کیا

(محمد حسین کلیم)

غُرورِ حُسن ممکن نئیں کسی کی داد کو پہنچے
غرض تم سن چکے احوال، ہم فریاد کو پہنچے

(☆☆)

غافل تجھے گھڑیال یہ دیتا ہے منادی
گردوں نے گھڑی عمر کی اک اور گھٹا دی

(موزوں)

غزالاں تم تو واقف ہو کہو مجنوں کے مرنے کی
دِوانہ مر گیا آخر کو ویرانے پہ کیا گزری

(عارف شفیق)

غریبِ شہر تو فاقے سے مر گیا عارف
امیرِ شہر نے ہیرے سے خودکشی کر لی

(صفی لکھنوی)

غزل اس نے چھیڑی مجھے ساز دینا
ذرا عمرِ رفتہ کو آواز دینا

(احمد فراز)

غمِ دنیا بھی غمِ یار میں شامل کر لو
نشّہ بڑھتا ہے شرابیں جو شرابوں میں ملیں

(قمر جلالوی)

غیر سے رکھنا پڑا مجبور ہو کر واسطہ
تم ہمارے دل میں ہو، دشمن تمھارے دل میں ہے

(شعری بھوپالی)

غضب ہے جستجوئے دل کا یہ انجام ہو جائے
کہ منزل دُور ہو اور راستے میں شام ہو جائے

(ڈاکٹر انعام الحق جاوید)

غروب ہوتا ہے سُورج تو رات ہوتی ہے
کسی کی موت کسی کی حیات ہوتی ہے

(غلام محمد قاصر)

غم کی تشریح بہت مشکل تھی
اپنی تصویر دکھا دی ہم نے

(اصغر سودائی)

غوغائے رقیباں میں اصغر، یہ کارگزاری ہے اپنی
جب سنگ زنی تھم جاتی ہے ہم بیٹھ کے پتھر گنتے ہیں

(میر مہدی مجروح)

غیروں کو بھلا سمجھے اور مجھ کو برا جانا
سمجھے بھی تو کیا سمجھے جانا بھی تو کیا جانا

(ف)

(داغ)

فلک دیتا ہے جن کو عیش ان کو غم بھی ہوتے ہیں
جہاں بجتی ہے شہنائی وہاں ماتم بھی ہوتے ہیں

(انجم رومانی)

فقیہہ شہر کی باتوں سے درگزر بہتر
بشر ہے اور غمِ آب و دانہ رکھتا ہے

(علامہ اقبال)

فانوس بن کے جس کی حفاظت خدا کرے
وہ شمع کیا بجھے جسے روشن خدا کرے

(آتش)

فصلِ بہار آئی پیو صوفیو شراب
بس ہو چکی نماز مصلے اٹھایئے

(علامہ اقبال)

فلک نے ان کو عطا کی ہے خواجگی کہ جنھیں
خبر نہیں روشِ بندہ پروری کیا ہے

(شیفتہ)

فسانے اپنی محبت کے سچ ہیں پر کچھ کچھ
بڑھا بھی دیتے ہیں ہم زیبِ داستاں کے لیے

(سحر انصاری)

فصیلِ شہر میں پیدا کیا ہے در میں نے
کسی بھی بابِ رعایت سے میں نہیں آیا

(احمد ندیم قاسمی)

فقط اس شوق میں پوچھی ہیں ہزاروں باتیں
میں ترا حسن، ترے حسنِ بیاں تک دیکھوں

(اکبر الٰہ آبادی)

فتنہ نہیں، فساد نہیں شور و شر نہیں
یاں زن نہیں زمین نہیں اور زر نہیں

(علامہ اقبال)

فطرت افراد سے اغماض بھی کر لیتی ہے
کبھی کرتی نہیں ملت کے گناہوں کو معاف

(ڈاکٹر انعام الحق جاوید)

فاصلوں کے درمیاں یادوں کی کٹیا میں کہیں
اِک دِیا اب بھی ہوا سے برسرِ پیکار ہے

(فانی)

فانی ہم تو جیتے جی وہ میّت ہیں بے گور و کفن
غربت جس کو راس نہ آئی اور وطن بھی چھوٹ گیا

(عدیم ہاشمی)

فاصلے ایسے بھی ہوں گے، یہ کبھی سوچا نہ تھا
سامنے بیٹھا تھا میرے اور وہ میرا نہ تھا

(طارق نعیم)

فیصلہ اُس نے اُسی ایک گواہی پہ کیا
دُکھ تو یہ ہے کہ ابھی میرا بیاں ہونا تھا

(ق)

(جوش ملیح آبادی)

قدم انساں کا راہِ دہر میں تھرّا ہی جاتا ہے
چلے کتنا ہی کوئی بچ کے،ٹھوکر کھا ہی جاتا ہے

(مرزا غالب)

قفس میں مجھ سے رودادِ چمن کہتے نہ ڈر ہمدم
گری ہے جس پہ کل بجلی وہ میرا آشیاں کیوں ہو

(مولانا محمد علی جوہر)

قتلِ حسین اصل میں مرگِ یزید ہے
اسلام زندہ ہوتا ہے ہر کربلا کے بعد

(قائم)

قسمت تو دیکھیے کہ کہاں ٹوٹی ہے کمند
دو چار ہاتھ جب کہ لبِ بام رہ گیا

(امیر مینائی)

قریب ہے یارو، روزِ محشر چھپے گا کُشتوں کا خون کیونکر
جو چُپ رہے گی زبانِ خنجر لہُو پکارے گا آستیں کا

(نخشب جارچوی)

قدم جب میں نے رکھّا راہِ الفت میں،تو دُنیا نے
بہت آواز دی، لیکن نہ دیکھا لوٹ کر میں نے

(قزلباش خان)

قفس کے در کو باز اے بلبل اب صیّاد کرتا ہے
خدا جانے کرے گا ذبح یا آزاد کرتا ہے

(میاں داد خان سیاح)

قیس جنگل میں اکیلا ہے مجھے جانے دو
خوب گزرے گی جو مل بیٹھیں گے دیوانے دو

(احسان دانش)

قبر کے چوکھٹے خالی ہیں انھیں مت بھولو
جانے کب کون سی تصویر لگا دی جائے

(مرزا غالب)

قیدِ حیات و بندِ غم، اصل میں دونوں ایک ہیں
موت سے پہلے آدمی غم سے نجات پائے کیوں؟

(☆☆)

قیامت اے دلِ ناشاد کر دی
بہارِ زندگی برباد کر دی

(مرزا غالب)

قسمت بری سہی پہ طبیعت بُری نہیں
ہے شکر کی جگہ کہ شکایت نہیں مجھے

(ثروت حسین)

قندیلِ مہ و مہر کا افلاک پہ ہونا
کچھ اس سے زیادہ ہے مرا خاک پہ ہونا

(احسان دانش)

قفس میں جن کے جرائم پہ تھوکتے تھے اسیر
چمن میں آج وہی آشیانے والے ہیں

(طارق نعیم)

قفس سے خود ہی پرندہ رِہا کیا میں نے
پھر اس کے بعد یہ سوچا کہ کیا کیا میں نے

(میر درد)

قتلِ عاشق کسی معشوق سے کچھ دور نہ تھا
پر ترے عہد کے آگے تو یہ دستور نہ تھا

(مرزا غالب)

قاصد کے آتے آتے خط اک اور لکھ رکھوں
میں جانتا ہوں وہ جو لکھیں گے جواب میں

(مرزا غالب)

قیدِ حیات و بندِ غم اصل میں دونوں ایک ہیں
موت سے پہلے آدمی غم سے نجات پائے کیوں

(مرزا غالب)

قید میں یعقوب نے لی، گو نہ یوسف کی خبر
لیکن آنکھیں روزنِ دیوارِ زنداں ہوگئیں

(ک)

(خالد احمد)

کوئی تو روئے لپٹ کر جوان لاشوں سے
اسی لیے تو وہ بیٹوں کو مائیں دیتا ہے

(نغمانہ کنول شیخ)

کام کے وقت تری یاد ستاتی ہے مگر
کام کے وقت ملاقات نہیں ہو سکتی

(منیر نیازی)

کسی کو اپنے عمل کا حساب کیا دیتے
سوال سارے غلط تھے جواب کیا دیتے

(امداد علی بحرؔ)

کسی کے منہ سے نہ نکلا ہمارے دفن کے وقت
کہ ان پہ خاک نہ ڈالو یہ ہیں نہائے ہوئے

(نواب کلب علی خان نواب)

کہتی ہے جس کو فتنۂ محشر تمام خلق
ڈرتا ہوں وہ بھی کوئی تمہاری ادا نہ ہو

(ذوق)

کہتے ہیں آج ذوق جہاں سے گزر گیا
کیا خوب آدمی تھا خدا مغفرت کرے

(انشاء اللہ خاں)

کیا ہنسی آتی ہے مجھ کو حضرتِ انسان پر
فعل بد تو خود کرے لعنت کرے شیطان پر

(مرزا جان طپش)

کیا جانیے کس نے تجھے محبوب بنایا
پر جس نے بنایا ہے بہت خوب بنایا

(حالی)

کرو مہربانی تم اہلِ زمیں پر
خدا مہرباں ہو گا عرشِ بریں پر

(مظفر علی اسیر)

کہنے کو یوں جہاں میں ہزاروں ہیں یار دوست
مشکل کے وقت ایک ہے پروردگار دوست

(میر حسن)

کسی پاس دولت یہ رہتی نہیں
سدا ناؤ کاغذ کی بہتی نہیں

(داغ)

کسی کا مجھ کو نہ محتاج رکھ زمانے میں
کمی ہے کون سی یارب ترے خزانے میں

(میر حسن)

کٹی رات حرف و حکایات میں
سحر ہو گئی بات ہی بات میں

(سودا)

کیفیّتِ چشم اس کی مجھے یاد ہے سوؔدا
ساغر کو مرے ہاتھ سے لینا کہ چلا میں

(میر شمس الدین فیض)

کریں ہم کس کی پوجا اور چڑھائیں کس کو چندن ہم
صنم ہم، دیر ہم، بُت خانہ ہم، بُت ہم، برہمن ہم

(احمد فراز)

کیا لوگ تھے کہ جان سے بڑھ کر عزیز تھے
اب دل سے محو نام بھی اکثر کے ہو گئے

(جرأت)

کل جو بیٹھا پاس میں اک جا ترے ہم نام کے
رہ گیا بس نام سنتے ہی کلیجہ تھام کے

(وحید الہ آبادی)

کچھ کہہ کے اس نے پھر مجھے دیوانہ کر دیا
اتنی سی بات تھی جسے افسانہ کر دیا

(واقف شاہ واقف)

کروں میں شکوہ اگر تیری بے وفائی کا
جہاں میں نام نہ لے کوئی آشنائی کا

(رِند)

کیا ملا عرضِ مُدعا کر کے
بات بھی کھوئی التجا کر کے

(پروین فنا سید)

کاش طوفاں میں سفینے کو اتارا ہوتا
ڈوب جاتا بھی تو موجوں نے ابھارا ہوتا

(نظیر اکبرآبادی)

کلجگ نہیں کر جگ ہے یہ یاں دن کو دے اور رات لے
کیا خوب سودا نقد ہے اس ہاتھ دے اس ہاتھ لے

(نسیم)

کیا لطف جو غیر پردہ کھولے
جادو وہ جو سر چڑھ کر بولے

(مرزا غالب)

کعبہ کس منہ سے جاؤ گے غالب
شرم تم کو مگر نہیں آتی

(مصحفی)

کچھ تو ہوتے ہیں محبت میں جنوں کے آثار
اور کچھ لوگ بھی دیوانہ بنا دیتے ہیں

(☆☆)

کیا بھروسہ ہے زندگانی کا
آدمی بلبلہ ہے پانی کا

(میر تقی میر)

کوہکن کیا پہاڑ توڑے گا
عشق نے زور آزمائی کی

(☆☆)

کون کرتا ہے فریبی آدمی پر اعتبار
کاٹھ کی ہنڈیا نہیں چولھے پہ چڑھتی بار بار

(انشاء)

کمر باندھے ہوئے چلنے کو یاں سب یار بیٹھے ہیں
بہت آگے گئے باقی جو ہیں تیار بیٹھے ہیں

(ذوق)

کہے ایک جب سن لے انسان دو
کہ حق نے زباں ایک دی کان دو

(میر ضیاء الدین ضیا)

کون سے زخم کا کھُلا ٹانکا
آج پھر دل میں درد ہوتا ہے

(امجد اسلام امجد)

کسی کی آنکھ جو پُرنم نہیں ہے
نہ سمجھو یہ کہ اس کو غم نہیں ہے

(ابن انشا)

کل چودھویں کی رات تھی، شب بھر رہا چرچا تیرا
کچھ نے کہا یہ چاند ہے کچھ نے کہا چہرہ ترا

(عدم)

کہتے ہیں عمرِ رفتہ کبھی لوٹتی نہیں
جا! میکدے سے میری جوانی اٹھا کے لا

(عدم)

کتنے اچھے تھے کتنے پیارے تھے
ساتھ ہم نے جو دن گزارے تھے

(شکیل بدایونی)

کوئی اے شکیل دیکھے یہ جنوں نہیں تو کیا ہے
کہ اسی کے ہو گئے ہم، جو نہ ہو سکا ہمارا

(ریاض خیر آبادی)

کیا ہماری جان لینے کو کوئی بات اٹھ رہی
وہ اٹھے، دشمن اٹھے، چھریاں اٹھیں، خنجر اٹھے

(مجاز لکھنوی)

کیا ہُوا میں نے اگر ہاتھ بڑھانا چاہا
آپ نے خود بھی تو دامن نہ بچانا چاہا

(سیماب اکبر آبادی)

کچھ اور مانگنا مرے مشرب میں کفر ہے
لا اپنا ہاتھ دے مرے دستِ سوال میں

(میر تقی میر)

کسی کی عمر کا لبریز جام ہوتا ہے
کسی کا کندہ نگینے پہ نام ہوتا ہے
عجب سرا ہے یہ دنیا کہ اس میں شام و سحر
کسی کا کوچ کسی کا مقام ہوتا ہے

(امجد اسلام امجد)

کہاں آ کے رکنے تھے راستے، کہاں موڑ تھا، اسے بھول جا
وہ جو مل گیا اسے یاد رکھ، جو نہیں ملا، اسے بھول جا

(نسیم دہلوی)

کہیں عینک سے بھی اندھے کو نظر آتا ہے
کام کرتی نہیں کچھ بے بصری شیشے میں

(پروین شاکر)

کُو بہ کُو پھیل گئی بات شناسائی کی
اس نے خوشبو کی طرح میری پذیرائی کی

(پروین شاکر)

کیسے کہہ دوں کہ مجھے چھوڑ دیا ہے اس نے
بات تو سچ ہے مگر بات ہے رسوائی کی

(احمد ندیم قاسمی)

کون کہتا ہے کہ موت آئی تو مر جاؤں گا
میں تو دریا ہوں، سمندر میں اتر جاؤں گا

(احسان دانش)

کچھ لوگ جو سوار ہیں کاغذ کی ناؤ پر
تہمت تراشتے ہیں، ہوا کے دباؤ پر

(☆☆)

کس طرح توبہ کروں واعظ کہ دروازہ ہے بند
اور قیامت سرتاپا نزدیک ہے آئی ہوئی

(سید ناظر حسین ناظم)

کسی کے آتے ہی ساقی کے ایسے ہوش اڑے
شراب سیخ پہ ڈالی کباب شیشے میں

(شکیل بدایونی)

کس شوق، کس تمنا، کس درجہ سادگی سے
ہم آپ کی شکایت کرتے ہیں آپ ہی سے

(احمد فراز)

کس کس کو بتائیں گے جدائی کا سبب ہم
تُو مجھ سے خفا ہے تو زمانے کے لیے آ

(وسیم بریلوی)

کبھی لفظوں سے غداری نہ کرنا
غزل پڑھنا اداکاری نہ کرنا
مرے بچوں کے آنسو پونچھ لینا
لفافے کا ٹکٹ جاری نہ کرنا

(شاہ مبارک آبرو)

کیوں ملامت اس قدر کرتے ہو بے حاصل ہے یہ
لگ چکا، اب چھوٹنا مشکل ہے اس کا، دل ہے یہ

(حسن رضوی)

کبھی کتابوں میں پھول رکھنا کبھی درختوں پہ نام لکھنا
ہمیں بھی ہے یاد آج تک وہ نظر سے حرفِ سلام لکھنا

(مومن خان مومن)

کہتے ہیں تم کو ہوش نہیں اضطراب میں
سارے گلے تمام ہوئے اک جواب میں

(جعفر علی حسرت)

کس کا ہے جگر جس پہ یہ بے داد کرو گے
لو ہم تمہیں دل دیتے ہیں کیا یاد کرو گے

(فاطمہ حسن)

کیا کہوں اس سے کہ جو بات سمجھتا ہی نہیں
وہ تو ملنے کو ملاقات سمجھتا ہی نہیں

(جگر گورکھپوری)

کلیاں چٹک کے پھول بنیں اور مٹ گئیں
کس درجہ مختصر ہے زمانہ بہار کا

(ڈاکٹر انعام الحق جاوید)

کوئی بھی یہ نہیں کہتا کبھی نہیں مرنا
ہر ایک کہتا ہے میں نے ابھی نہیں مرنا

(ریاض خیر آبادی)

کمبخت نے شراب کا ذکر اس قدر کیا
واعظ کے منہ سے آنے لگی بُو شراب کی

(قمر جلالوی)

کبھی کہا نہ کسی سے ترے فسانے کو
نہ جانے کیسے خبر ہوگئی زمانے کو

(علی ظہیر منہاس)

کی محبت تو سیاست کا چلن چھوڑ دیا
ہم اگر پیار نہ کرتے تو حکومت کرتے

(اظہار شاہین)

کھلونوں کی دکانو! راستہ دو
مرا بچہ گزرنا چاہتا ہے

(☆☆)

کوئی کیوں کسی کا لبھائے دل کوئی کیا کسی سے لگائے دل
وہ جو بیچتے تھے دوائے دل وہ دکان اپنی بڑھا گئے

(☆☆)

کیا لوگ خوشی کرتے ہیں اس سالگرہ کی
یاں اور گرہ کٹ گئی اک اپنی گرہ کی

(ناطق لکھنوی)

کہہ رہا ہے جوشِ دریا سے سمندر کا سکوت
جتنا جس کا ظرف ہے اتنا ہی وہ خاموش ہے

(امیر مینائی)

کبابِ سیخ ہیں ہم کروٹیں ہر سُو بدلتے ہیں
جل اٹھتا ہے جو یہ پہلُو تو وہ پہلُو بدلتے ہیں

(ڈاکٹر انعام الحق جاوید)

کشتیاں ڈوب رہی ہیں تو ہمیں کیا اس سے
ہم تو ساحل پہ ہیں اور دُور ہیں طوفانوں سے

(ریاض خیر آبادی)

کہنا کسی کا ہائے وہ جھنجھلا کے ناز سے
کمبخت ہاتھ چھوڑ، کوئی دیکھتا نہ ہو

(☆☆)

کبھی کبھی تو وہ اتنی رسائی دیتا ہے
وہ سوچتا ہے تو مجھ کو سنائی دیتا ہے
(فداخالدی)

کانٹوں کی کسی طور نہ بدلی فطرت
سائے میں رہے گل کے مگر خار رہے
(فضا جالندھری)

کبھی قافلے کے آگے کبھی قافلے کے پیچھے
نہ میں کارواں میں شامل نہ جُدا ہوں کارواں سے
(اعجاز کنور راجا)

کوئی دریچہ ہوا کے رخ پر نہیں بنایا
مرے بزرگوں نے سوچ کر گھر نہیں بنایا
(جلیل مانک پوری)

کچھ اس ادا سے یار نے پوچھا مرا مزاج
کہنا پڑا کہ شکر ہے پروردگار کا
(ڈاکٹر انعام الحق جاوید)

کمزور سہی پھر بھی یہ بہتر ہے کہ میدان میں اتروں
ایسے میں اگر ہو بھی گئی مات، کوئی بات تو ہو گی
(فیصل عجمی)

کنارِ آب لہو کے نشاں پہ ختم ہوا
اڑا کہاں سے پرندہ کہاں پہ ختم ہوا

(سیف الدین سیف)

کیا قیامت ہے، ہجر کے دن بھی
زندگی میں شمار ہوتے ہیں

(حسن نثار)

کئی درختوں کی شاخیں لہو میں پلتی ہیں
مجھے تو خوف سا آنے لگا ہے چھاؤں سے

(جلیل عالی)

کیا کیا دلوں کا خوف چھپانا پڑا ہمیں
خود ڈر گئے تو سب کو ڈرانا پڑا ہمیں

(جمیل الدین عالی)

کچھ نہ تھا یاد بجز کارِ محبت اِک عمر
یہ جو بگڑا ہے تو اب کام کئی یاد آئے

(حمایت علی شاعر)

کس لیے کیجے کسی گم گشتہ جنت کی تلاش
جب کہ مٹی کے کھلونوں سے بہل جاتے ہیں لوگ

(عدیم ہاشمی)

کٹ ہی گئی جدائی بھی، کب یہ ہُوا کہ مر گئے
تیرے بھی دن گزر گئے، میرے بھی دن گزر گئے

(ناصر کاظمی)

کچھ یادگارِ شہرِ ستم گر ہی لے چلیں
آئے ہیں اس گلی میں تو پتھر ہی لے چلیں

(محشر بدایونی)

کرے دریا نہ پُل مسمار میرے
ابھی کچھ لوگ ہیں اس پار میرے

(خالد احمد)

کچھ نہ کچھ وقتِ سفر چھوڑ دیا جاتا ہے
گھر میں اِک دیدۂ تر چھوڑ دیا جاتا ہے

(محبّ عارفی)

کل اس کو محبّ میں نے عجب طور سے دیکھا
آنکھوں نے تو کم دل نے بہت غور سے دیکھا

(شفیق سلیمی)

کس قدر ذہانت سے راہ اِک نکالی ہے
جھوٹ بھی نہیں بولا جان بھی بچا لی ہے

(سیّد عارف)

کوئی بھی آدمی کتنا بڑا ہی کیوں نہ ہو عارف
کُچھ اس میں خوبیاں ہوں گی کچھ اس میں خامیاں ہوں گی

(غلام محمد قاصر)

کروں گا کیا جو محبت میں ہوگیا ناکام
مجھے تو اور کوئی کام بھی نہیں آتا

(ناصر بشیر)

کوئی ہوتا ہے واقعی اچھا
کوئی اچھا دکھائی دیتا ہے

(کھ)

(ذوق)

کِھل کے گُل کُچھ تو بہار اپنی صبا دکھلا گئے
حسرت ان غنچوں پہ ہے جو بِن کِھلے مُرجھا گئے

(نجیب احمد)

کھلنڈرا سا کوئی بچہ ہے دریا
سمندر تک اُچھلتا جا رہا ہے

(غالب)

کھلتا کسی پہ کیوں مرے دل کا معاملہ
شعروں کے انتخاب نے رسوا کیا مجھے

(ابنِ انشا)

کھیلنے دیں انھیں عشق کی بازی، کھیلیں گے تو سیکھیں گے
قیس کی یا فرہاد کی خاطر کھولیں کیا اسکول میاں

(حسرت موہانی)

کھینچ لینا وہ مرا پردے کا کونا دفعتاً
اور دوپٹے سے ترا وہ منہ چھپانا یاد ہے

(سیف الدین سیف)

کھول دیے ہیں قدرت نے دروازے سب
جھوٹ ہوئے ہیں لوگوں کے اندازے سب

(گ)

(ماہ لقا چندا)

گُل کے ہونے کی توقع پہ جئے بیٹھی ہے
ہر کلی جان کو مُٹھّی میں لیے بیٹھی ہے

(جگر مرادآبادی)

گلشن پرست ہوں، مجھے گل ہی نہیں عزیز
کانٹوں سے بھی نباہ کیے جا رہا ہوں میں

(ڈاکٹر انعام الحق جاوید)

گل پھینک کے اس شخص نے پتھر سے بچایا
اندر سے مجھے توڑ کے باہر سے بچایا

(مرزا غالب)

گو میں رہا رہینِ ستم ہائے روزگار
لیکن ترے خیال سے غافل نہیں رہا

(امیر مینائی)

گاہے گاہے کی ملاقات ہی اچھی ہے امیرؔ
قدر کھو دیتا ہے ہر روز کا آنا جانا

(مرزا صادق شررؔ)

گئے دونوں جہان کے کام سے ہم نہ ادھر کے رہے نہ ادھر کے رہے
نہ خدا ہی مِلا نہ وصالِ صنم نہ ادھر کے رہے نہ اُدھر کے رہے

(مرزا مظہر جانِ جاناں)

گرچہ الطاف کے قابل یہ دلِ زار نہ تھا
لیکن اس جور و جفا کا بھی سزاوار نہ تھا

(ڈاکٹر انعام الحق جاوید)

گو تجھ سے نہ ملنے کا سبب وقت نہیں ہے
پر یہ بھی حقیقت ہے کہ اب وقت نہیں ہے

(سودا)

گُل پھینکے ہے اوروں کی طرف بلکہ ثمر بھی
اے خانہ برانداز چمن کُچھ تو اِدھر بھی

(مرزا حسام الدین حیدر حسامی)

گئی یک بہ یک جو پلٹ ہوا نہیں دل کو اپنے قرار ہے
کروں غم ستم کا میں کیا بیاں مرا غم سے سینہ فگار ہے

(آتش + شاہ نصیر)

گستاخ بہت شمع سے پروانہ ہوا ہے (آتش)
سر چڑھتا ہے، موت آئی ہے، دیوانہ ہوا ہے (شاہ نصیر)

(ذوق)

گُل اس نگہ کے زخم رسیدوں میں مل گیا
یہ بھی لہُو لگا کے شہیدوں میں مِل گیا

(مرزا غالب)

گرچہ ہے کس کس برائی سے ولے بایں ہمہ
ذکر میرا مُجھ سے بہتر ہے کہ اس محفل میں ہے

(فرید جاوید)

گفتگو کسی سے ہو تیرا دھیان رہتا ہے
ٹوٹ ٹوٹ جاتا ہے سلسلہ تکلّم کا

(مولانا حالی)

گو جوانی میں تھی کج رائی بہت
پر جوانی ہم کو یاد آئی بہت

(ذوق)

گیا شیطان مارا، ایک ہی سجدہ نہ کرنے سے
اگر لاکھوں برس سجدے میں سر مارا تو کیا مارا

(خاطر غزنوی)

گو ذرا سی بات پر برسوں کے یارانے گئے
لیکن اتنا تو ہُوا کُچھ لوگ پہچانے گئے

(عدم)

گلے آپس میں جب ملتے ہیں، دو بچھڑے ہوئے ساتھی
عدم ہم بے سہاروں کو بڑی تکلیف ہوتی ہے

(بیدل حیدری)

گرمی لگی تو خود سے الگ ہو کے سو گئے
سردی لگی تو خود کو دوبارہ پہن لیا

(ناصر کاظمی)

گئے دنوں کا سراغ لے کر کدھر سے آیا کدھر گیا وہ
عجیب مانوس اجنبی تھا، مجھے تو حیران کر گیا وہ

(غلام محمد قاصر)

گلابوں کے نشیمن سے، مرے محبوب کے سر تک
سفر لمبا تھا خوشبو کا، مگر آ ہی گئی گھر تک

(گھ)

(ندا فاضلی)

گھر سے مسجد ہے بہت دُور چلو یُوں کر لیں
کسی روتے ہوئے بچے کو ہنسایا جائے

(نوازش حسین نوازش)

گھر میں ترے کُودا کوئی یوں دَھم سے نہ ہو گا
جو ہم سے ہُوا فعل وہ رستم سے نہ ہو گا

(☆☆)

گھر سے جب وادیٔ غربت میں قدم رکّھا تھا
دُور تک یادِ وطن آئی تھی سمجھانے کو

(ڈاکٹر انعام الحق جاوید)

گھر کی خواہش نے عجب طرح نمو پایا ہے
در و دیوار نکل آئے ہرے کھیتوں میں

(جمیل الدین عالی)

گھنی گھنی یہ پلکیں تیری یہ گرماتا روپ
تو ہی بتا او نار میں تجھ کو چھاؤں کہوں یا دھوپ

(آسی غازی پوری)

گھر چھُٹا، شہر چھُٹا، کوچۂ دلدار چھُٹا
کوہ وصحرا میں لیے پھرتی ہے وحشت دل کی

(ڈاکٹر نثار ترابی)

گھڑی گھڑی مرا نقشہ بدلتا جاتا تھا
میں بن رہا تھا مسلسل، بنا رہا تھا کوئی

(ل)

(جلیل عالی)

لوگوں نے احتجاج کی خاطر اٹھائے ہاتھ
اس نے کہا کہ فیصلہ منظور ہو گیا

(بشیر بدر)

لڑکے ہیں اپنے باپ کی جاگیر کے رقیب
وہ گھر بھی کوئی گھر ہے، جہاں لڑکیاں نہ ہوں

(نسیم دہلوی)

لائے اس بُت کو التجا کر کے
کُفر ٹوٹا خدا خدا کر کے

(میر انیس)

لگا رہا ہُوں مضامینِ نو کے پھر انبار
خبر کرو مرے خرمن کے خوشہ چینوں کو

(داغ)

لطفِ مے تجھ سے کیا کہوں زاہد
ہائے کم بخت تُو نے پی ہی نہیں

(ذوق)

لیتے ہیں ثمر شاخِ ثمرور کو جھکا کر
جھکتے ہیں سخی وقتِ کرم اور زیادہ

(پیرزادہ قاسم)

لمحوں کے تعاقب میں گزر جائیں گی صدیاں
یوں وقت تو مِل جائے گا مہلت نہ ملے گی

(ظہیر کاشمیری)

لوحِ مزار دیکھ کے جی دنگ رہ گیا
ہر ایک سر کے ساتھ فقط سنگ رہ گیا

(میر تقی میر)

لے سانس بھی آہستہ کہ نازک ہے بہت کام
آفاق کی اس کارگہِ شیشہ گری کا

(ریاض خیر آبادی)

لگا کے دھوکے سے منہ شیخ پھر نہ چھوڑ سکا
پکارتا ہی رہا میں ارے شراب، شراب

(مرزا غالب)

لکھتے رہے جنوں کی حکایاتِ خوں چکاں
ہر چند اس میں ہاتھ ہمارے قلم ہوئے

(کیف بنارسی)

لے کے رہیں گے پاکستان
بٹ کے رہے گا ہندوستان

(ساغر نظامی)

لاؤ اک سجدہ کریں عالمِ مدہوشی میں
لوگ کہتے ہیں کہ ساغر کو خدا یاد نہیں

(شاد عظیم آبادی)

لے کے خود پیرِ مغاں ہاتھ میں مینا آیا
مے کشو! شرم کہ اس پر بھی نہ پینا آیا

(م)

(مرزا غالب)

مسجد کے زیرِ سایہ خرابات چاہیے
بھوں پاس آنکھ قبلۂ حاجات چاہیے

(وحید الٰہ آبادی)

محبت بھی ہُوا کرتی ہے دل بھی دل سے ملتا ہے
یہ سب ہوتا ہے لیکن آدمی مُشکل سے ملتا ہے

(ڈاکٹر انعام الحق جاوید)

میں اپنے دوستوں کو دل میں یُوں آباد رکھتا ہوں
بُری باتیں بھُلا دیتا ہُوں اچھی یاد رکھتا ہوں

(نوح ناروی)

مری شامت جو آئی بڑھ کے قدموں پر جبیں رکھ دی
جہاں سے تیغ، قاتل نے اٹھائی تھی وہیں رکھ دی

(آتش)

موت مانگوں تو رہے آرزوئے خواب مجھے
ڈوبنے جاؤں تو دریا ملے پایاب مجھے

(مجید امجد)

میں روز اِدھر سے گزرتا ہُوں کون دیکھتا ہے
میں کل ادھر سے نہ گزروں گا کون دیکھے گا

(ڈاکٹر انعام الحق جاوید)

میں نے جگنو تو بنا ڈالا ہے کاغذ پر مگر
کیسے لاؤں روشنی اس کی گرفتِ عکس میں

(ثمینہ راجہ)

میں کیا بتاؤں ترے خواب کب سے دیکھتی ہُوں
کہ جب سے ہوش سنبھالا ہے تب سے دیکھتی ہوں

(سلیم بے تاب)

میں نے تو یونہی راکھ میں پھیری تھیں انگلیاں
دیکھا جو غور سے تری تصویر بن گئی

(عبدالحمید عدم)

ملے دنیا میں تم مجھ کو، تو پوچھا میں نے یزداں سے
ہمیں دنیا میں بھیجا ہے کہ دنیا سے نکالا ہے

(احمد فراز)

میں تیرا نام نہ لوں پھر بھی لوگ پہچانیں
کہ آپ اپنا تعارف ہوا بہار کی ہے

(افتخار عارف)

مرے خدا مجھے اتنا تو معتبر کر دے
میں جس مکان میں رہتا ہوں اس کو گھر کر دے

(عدیم ہاشمی)

مفاہمت نہ سکھا، جبرِ ناروا سے مجھے
میں سر بکف ہوں، لڑا دے کسی بلا سے مجھے

(محسن نقوی)

میں جاں بہ لب تھا پھر بھی اصولوں پر اَڑ گیا
بجھتا ہُوا چراغ ہواؤں سے لڑ گیا

(رسا بلند شہری)

میں سوال وصل کر کے اس ادا پر مٹ گیا
ہنس کے فرمایا کہ یہ درخواست نامنظور ہے

(سیف الدین سیف)

مری داستانِ حسرت وہ سنا سنا کے روئے
مرے آزمانے والے مجھے آزما کے روئے

(اعجاز احمد اعجاز)

مرے بالوں میں چاندی آ گئی ہے
تری زلفوں کا سونا کیا کروں میں

(حسن نثار)

مرا حسینؓ ابھی کربلا نہیں پہنچا
میں حُر ہوں اور ابھی لشکرِ یزید میں ہوں

(فیض احمد فیض)

متاعِ لوح و قلم چھن گئی تو کیا غم ہے
کہ خونِ دل میں ڈبو لی ہیں انگلیاں میں نے

(☆☆)

مثالِ نقشِ قدم بیٹھ کوئے جاناں میں
مٹا سکے تجھے، لیکن کوئی اُٹھا نہ سکے

(ڈاکٹر اختر شمار)

میں تو اس واسطے چپ ہوں کہ تماشا نہ بنے
تو سمجھتا ہے مجھے تجھ سے گلہ کچھ بھی نہیں

(سلیم کوثر)

میں خیال ہوں کسی اور کا، مجھے سوچتا کوئی اور ہے
سرِ آئنہ مرا عکس ہے، پسِ آئنہ کوئی اور ہے

(فیض)

مرے چارہ گر کو نوید ہو، صفِ دشمناں کو خبر کرو
وہ جو قرض رکھتے تھے جان پر، وہ حساب آج چکا دیا

(ڈاکٹر ریاض مجید)

میرا دکھ یہ ہے میں اپنے ساتھیوں جیسا نہیں
میں بہادر ہوں مگر ہارے ہوئے لشکر میں ہوں

(ظفر اقبال)

مجھ سے چھڑوائے مرے سارے اصول اس نے ظفر
کتنا چالاک تھا، مارا مجھے تنہا کر کے

(اکبر الٰہ آبادی)

مچھلی نے ڈھیل پائی ہے لقمے پہ شاد ہے
صیّاد مطمئن ہے کہ کانٹا نِگل گئی

(میر طاہر علی رضوی طاہر)

مکتبِ عشق کا دستور نرالا دیکھا
اس کو چھُٹی نہ مِلے جس کو سبق یاد رہے

(☆☆)

میں نے بُلبُل سے جو پوچھا دردِ فرقت کا علاج
شاخِ گُل سے گر پڑی تڑپی تڑپ کر مر گئی

(ساغر نظامی)

معطّر معطّر خراماں خراماں
نسیم آ رہی ہے کہ وہ آ رہے ہیں

(ڈاکٹر انعام الحق جاوید)

میں تو سمجھا تھا کہ بس یوں ہی شناسائی ہے
اب چلے ہو تو مری جان پہ بن آئی ہے

(انجم یوسفی)

مجھ سے پوچھتے کیا ہو زندگی کے بارے میں
اجنبی بتائے کیا اجنبی کے بارے میں

(سیّد مخدوم عالم اثر)

مدتیں گزری ہیں شُغلِ مے کشی چھوٹے ہوئے
وہ پڑے ہیں طاق پر جام و سبُو ٹوٹے ہوئے

(خاطر غزنوی)

میں اسے شہرت کہوں یا اپنی رسوائی کہوں
مجھ سے پہلے اس گلی میں میرے افسانے گئے

(ریحانہ روحی)

میں یہ بھی چاہتی ہُوں ترا گھر بسا رہے
اور یہ بھی چاہتی ہُوں کہ تو اپنے گھر نہ جائے

(میر تقی میر)

موت اک ماندگی کا وقفہ ہے
یعنی آگے چلیں گے دم لے کر

(☆☆)

مانو نہ مانو یہ تو تمھیں اختیار ہے
ہم نیک و بد حضور کو سمجھائے جاتے ہیں

(محمد امان نثار)

مجھ میں اور اُن میں، سبب کیا جو لڑائی ہو گی
یہ ہوائی کسی دشمن نے اڑائی ہو گی

(آتش)

مری نمازِ جنازہ پڑھی ہے غیروں نے
مرے تھے جن کے لیے وہ رہے وضو کرتے

(مصطفیٰ زیدی)

میں کس کے ہاتھ پہ اپنا لہُو تلاش کروں
تمام شہر نے پہنے ہوئے ہیں دستانے

(مجروح سلطان پوری)

میں اکیلا ہی چلا تھا جانبِ منزل مگر
لوگ ساتھ آتے گئے اور کارواں بنتا گیا

(ولی دکنی)

مفلسی سب بہار کھوتی ہے
مرد کا اعتبار کھوتی ہے

(علامہ اقبال)

مبتلائے درد کوئی عضو ہو روتی ہے آنکھ
کس قدر ہمدرد سارے جسم کی ہوتی ہے آنکھ

(ضیائی بیگم ضیا)

میں ہوں وہ ننگِ خلق کہ کہتی ہے مجھ کو خاک
اس کو بنا کے کیوں مری مٹی خراب کی

(مومن)

مدعی لاکھ بُرا چاہے تو کیا ہوتا ہے
وہی ہوتا ہے جو منظورِ خدا ہوتا ہے

(شوق)

موت سے کس کو رستگاری ہے
آج وہ کل ہماری باری ہے

(علی بخش بیمار)

مسجد میں پی شراب، پڑھی دیر میں نماز
بیمؔار کو شعور کسی بات کا نہیں

(رضی اختر شوق)

مجھ کو پانا ہے تو پھر مجھ میں اُتر کر دیکھو
یُوں کنارے سے سمندر نہیں دیکھا جاتا

(نوح ناروی)

میں رہا کرتا ہوں کس کس دھیان میں
شوق میں، امّید میں، ارمان میں

(علامہ اقبال)

موت کو سمجھے ہیں غافل اختتامِ زندگی
ہے یہ شامِ زندگی، صبحِ دوامِ زندگی

(☆☆)

محبت میں لٹتے ہیں دین اور ایماں
بڑا تیر مارا جوانی لٹا دی

(امام بخش ناسخ)

مانعِ صحرا نوردی پاؤں کی ایذا نہیں
دِل دُکھا دیتا ہے میرا ٹوٹ جانا خار کا

(داغ)

ملاتے ہو اسی کو خاک میں جو دِل سے ملتا ہے
مری جاں چاہنے والا بڑی مُشکل سے ملتا ہے

(☆☆)

مریضِ عشق پر رحمت خدا کی
مرض بڑھتا گیا جوں جوں دوا کی

(امیر مینائی)

موقوف جرم ہی پہ کرم کا ظہور تھا
بندے اگر قصور نہ کرتے، قصُور تھا

(ذوق)

مؤذن، مرحبا، بروقت بولا
تری آواز مکّے اور مدینے

(قائم)

مجلسِ وعظ تو تا دیر رہے گی قائم
یہ ہے مے خانہ ابھی پی کے چلے آتے ہیں

(سعداللہ شاہ)

مجھ سا کوئی جہان میں نادان بھی نہ ہو
کر کے جو عشق کہتا ہے نقصان بھی نہ ہو

(اشرف علی خان)

مُکھڑا کھُلا صنم کا بندِ نقاب ٹوٹا
شکرِ خدا کہ اس کا ہم سے حجاب ٹوٹا

(حسرت عظیم آبادی)

مری بات سُنتا ہے اس طور سے
کہ کہتا ہوں گویا کسی اور سے

(ساحرلدھیانوی)

مفلسی حسِ لطافت کو مٹا دیتی ہے
بھوک آداب کے سانچوں میں نہیں ڈھل سکتی

(ثاقب لکھنوی)

مُٹھیوں میں خاک لے کر دوست آئے وقتِ دفن
زندگی بھر کی محبت کا صلہ دینے لگے

(اسلم انصاری)

میں نے روکا بھی نہیں اور وہ ٹھہرا بھی نہیں
حادثہ کیا تھا جسے دل نے بھلایا بھی نہیں

(ریحانہ قمر)

میں لڑکی ہو کے بھی قائم ہوں اپنی باتوں پر
مگر حیا نہیں آئی تجھے مُکرتے ہوئے

(حنیف اخگر)

مرہم کا نام لے کے نہ زخموں کو چھیڑیئے
مرہم بھلا کہاں سے نمکداں میں آ گیا

(مرزا غالب)

میں بھی منہ میں زبان رکھتا ہوں
کاش پوچھو کہ مدعا کیا ہے؟

(☆☆)

مے کدے میں شیخ جی رندوں کو سمجھانے گئے
اور جب لوٹے بڑی مُشکل سے پہچانے گئے

(شکیل بدایونی)

میں بتاؤں فرق ناصح جو ہے مجھ میں اور تجھ میں
مری زندگی تلاطم، تری زندگی کنارا

(شکیل بدایونی)

میں نظر سے پی رہا تھا تو یہ دل نے بدعا دی
ترا ہاتھ زندگی بھر کبھی جام تک نہ پہنچے

(علامہ اقبال)

مانا کہ تیری دید کے قابل نہیں ہوں میں
تو میرا شوق دیکھ، مِرا انتظار دیکھ

(درد)

مٹ جائیں ایک آن میں کثرت نمائیاں
ہم آئینے کے سامنے جب آ کے ہُو کریں

(ہری چند اختر)

ملے گی شیخ کو جنّت مجھے دوزخ عطا ہو گا
بس اتنی بات ہے، جس کے لیے محشر بپا ہو گا

(مومن)

مومن خدا کے واسطے ایسا مکاں نہ چھوڑ
دوزخ میں ڈال خُلد کو کوئے بتاں نہ چھوڑ

(پروین شاکر)

میں سچ کہوں گی، مگر پھر بھی ہار جاؤں گی
وہ جھوٹ بولے گا اور لاجواب کر دے گا

(ڈاکٹر سعد اللہ کلیم)

مجھ کو محفوظ رکھا ہے مرے چھوٹے قد نے
جتنے پتھر ادھر آئے مرے سر سے گزرے

(احمد مشتاق)

مل ہی جائے گا کبھی، دل کو یقیں رہتا ہے
وہ اسی شہر کی گلیوں میں کہیں رہتا ہے

(احمد ندیم قاسمی)

میں تو اس وقت سے ڈرتا ہوں کہ وہ پوچھ نہ لے
یہ اگر ضبط کا آنسو تھا تو ٹپکا کیسے

(شکیل بدایونی)

مری زندگی ہے ظالم ترے غم سے آشکارا
ترا غم ہے در حقیقت مجھے زندگی سے پیارا

(ظہیر کاشمیری)

میں ہوں وحشت میں گم، میں تیری دنیا میں نہیں رہتا
بگولہ رقص میں رہتا ہے صحرا میں نہیں رہتا

(ساحر لدھیانوی)

میں جسے پیار کا انداز سمجھ بیٹھا ہوں
وہ تبسّم، وہ تکلّم تری عادت ہی نہ ہو

(احمد مشتاق)

میں نے کہا کہ دیکھ یہ میں، یہ ہوا، یہ رات
اس نے کہا کہ میری پڑھائی کا وقت ہے

(غلام محمد قاصر)

میں نے پوچھا تھا کہ اخلاص کسے کہتے ہیں
ایک بچہ تری تصویر اٹھا لایا تھا

(اطہر ناسک)

محبت تیرا میرا مسئلہ تھا
زمانہ درمیاں کیوں آ گیا ہے

(منیر نیازی)

میری ساری زندگی کو بے ثمر اس نے کیا
عمر میری تھی مگر اس کو بسر اس نے کیا

(☆☆)

محفل ان کی، ساقی ان کا
آنکھیں میری باقی ان کا

(میر تقی میر)

میؔر عمداً بھی کوئی مرتا ہے
جان ہے تو جہان ہے پیارے

(تنویر سپرا)

موجد کا حُسن وسعتِ ایجاد کھا گئی
ماں کا شباب کثرتِ اولاد کھا گئی

(☆☆)

مٹا دے اپنی ہستی کو اگر کُچھ مرتبہ چاہے
کہ دانہ خاک میں مِل کر گُل وگلزار ہوتا ہے

(حمایت علی شاعر)

میں کچھ نہ کہوں اور یہ چاہوں کہ مری بات
خوشبو کی طرح اُڑ کے ترے دل میں اُتر جائے

(شاہ قلی خان)

مِلنا تمھن کا غیر سے، کوئی جھوٹ، کوئی سچ مُچ کہے
کِس کِس کا مُنہ موندوں سجن، کوئی کچھ کہے، کوئی کچھ کہے

(سعود عثمانی)

میاں! یہ عشق ہے اور آگ کی قبیل سے ہے
کسی کو خاک بنا دے، کسی کو زر کر دے

(ساحر صدیقی)

میں ایک زمانے سے تمھیں ڈھونڈ رہا ہوں
تم ایک زمانے سے خُدا جانے کہاں ہو

(وجاہت جھنجھانوی)

مانگی دُعائے وصل جو میں نے اُٹھا کے ہاتھ
بولا وہ بُت خدا سے طلب گار کیوں ہوئے

(رشید قیصرانی)

میں اس کا ہاتھ دیکھ رہا تھا کہ دفعتاً
سمٹا، سمٹ کے رنگِ حنا ہو گیا وہ شخص

(نثار ناسک)

ماں! مجھے بھی صورتِ موسیٰ بہا دے نہر میں
قتلِ طفلاں کی منادی ہو چکی ہے شہر میں

(ساحر لدھیانوی)

محبت ترک کی میں نے، گریباں سی لیا میں نے
زمانے اب تو خوش ہو، زہر یہ بھی پی لیا میں نے

(شکیب جلالی)

مجھے گرنا ہے تو میں اپنے ہی قدموں میں گروں
جس طرح سایۂ دیوار پہ دیوار گرے

(بھگت کبیر)

مر گیا کرشنا، مر گیا راما، مر گئی سیتا بائی
ارے پوجن اس کی کریئے جس کو موت نہ آئی

(یوسف ظفر)

میں انتظار کروں گا ترا قیامت تک
خدا کرے کہ قیامت ہو اور تُو آئے

(رانا سعید دوشی)

میں چپ رہا تو مجھے مار دے گا میرا ضمیر
گواہی دی تو عدالت میں مارا جاؤں گا

(جگر مرادآبادی)

محبت میں اِک ایسا وقت بھی دل پر گزرتا ہے
کہ آنسو خشک ہو جاتے ہیں، طغیانی نہیں جاتی

(شبنم رومانی)

مجھے یہ زعم کہ میں حسن کا مصوّر ہوں
انہیں یہ ناز کہ تصویر تو ہماری ہے

(سلیم کوثر)

میں کسی کے دست طلب میں ہوں تو کسی کے حرفِ دعا میں ہوں
میں نصیب ہوں کسی اور کا، مجھے مانگتا کوئی اور ہے

(شہزاد احمد)

میں کہ خوش ہوتا تھا دریا میں روانی دیکھ کر
کانپ اٹھّا ہوں گلی کوچوں میں پانی دیکھ کر

(جگر مرادآبادی)

مجھ کو اپنا بنا کے چھوڑ دیا
کیا اسیری ہے کیا رہائی ہے

(مسرور کپورتھلوی)

میں بہت لپٹا تو بولا وہ پری
آدمی ہو یا کوئی آسیب ہو

(ن)

(سید محمد خان رند)

نہ تڑپنے کی اجازت ہے نہ فریاد کی ہے
گھُٹ کے مرجاؤں یہ مرضی مرے صیّاد کی ہے

(☆☆)

نورِ حق، شمعِ الٰہی کو بجھا سکتا ہے کون
جِس کا حامی ہو خدا اس کو مٹا سکتا ہے کون

(آتش)

نہ گورِ سکندر نہ ہے قبرِ دارا
مٹے نامیوں کے نشاں کیسے کیسے

(داغ)

نہ جانا کہ دُنیا سے جاتا ہے کوئی
بہت دیر کی مہرباں آتے آتے

(داغ)

نہیں کھیل اے داغ یاروں سے کہہ دو
کہ آتی ہے اُردو زباں آتے آتے

(میر تقی میر)

نہ ہم سمجھے نہ آپ آئے کہیں سے
پسینہ پونچھیئے اپنی جبیں سے

(مرزا غالب)

نکلنا خُلد سے آدم کا سنتے آئے تھے لیکن
بہت بے آبرو ہو کر ترے کوچے سے ہم نکلے

(ڈاکٹر نعیم کوہلی)

نظر میں صوم و صلوٰۃ بھی ہے
حسین چہروں سے بات بھی ہے

(مولانا ظفر علی خان)

نورِ خدا ہے کفر کی حرکت پہ خندہ زن
پھونکوں سے یہ چراغ بجھایا نہ جائے گا

(ثاقب کانپوری)

نکلا ہے اگر کام تو کُچھ اہلِ جنوں سے
اربابِ خرد عشق میں کچھ کام نہ آئے

(سیّد آلِ رضا)

نہ رکھّا کہیں کا نہ اپنا بنایا
وہ کیا چاہتے ہیں سمجھ میں نہ آیا

(شفیق جونپوری)

نہ دردِ دل کا فسانہ کہنا نہ چشمِ تر کا پیام کہنا
ملیں تو اے بادِ صبح گاہی انھیں ہمارا سلام کہنا

(بشیر بدر)

نہ جی بھر کے دیکھا، نہ کچھ بات کی
بڑی آرزو تھی ملاقات کی

(علامہ اقبال)

نہ تخت و تاج میں، نے لشکر و سپاہ میں ہے
جو بات مردِ قلندر کی بارگاہ میں ہے

(ڈاکٹر انعام الحق جاوید)

نگاہ رکھّے گا ہر لمحے نام پر اپنے
مشاعرے میں پڑھے گا مقام پر اپنے

(فدا خالدی)

نہ جانے کتنے پتنگوں کو کر دیا بے نُور
چراغ کس نے جلایا ہے روشنی کے لیے

(☆☆)

نہ آپ آئے نہ خط آیا عجب یہ بے قراری ہے
مرے دل کے سٹیشن پر غموں کی ریل جاری ہے

(سید غلام مرتضٰی یزدانی بیان)

نہ کھولی آنکھ وقتِ نزع، بیمارِ محبت نے
کسی کا پردہ رکھنا تھا، کوئی آنکھوں میں پنہاں تھا

(وحیدہ نسیم)

نہ بہار سے شکایت نہ گلہ ہے باغباں سے
یہ چمن کو کیا ہُوا ہے کہ ہے مطمئن خزاں سے

(جلال لکھنوی)

نہ خوفِ آہ بتوں کو نہ ڈر ہے نالوں کا
بڑا کلیجہ ہے ان دِل دکھانے والوں کا

(سنتو کھ رائے بے تاب)

نہ رہے باغِ جہاں میں کبھی آرام سے ہم
پھنس گئے قیدِ قفس میں جو چھُٹے دام سے ہم

(ظفر)

نہ تھی حال کی جب ہمیں اپنے خبر رہے دیکھتے اوروں کے عیب و ہُنر
پڑی اپنی برائیوں پر جو نظر تو نگاہ میں کوئی بُرا نہ رہا

(انشاء اللہ خان انشا)

نہیں محتاج زیور کا جِسے خوبی خدا نے دی
کہ کیسے خوش نما لگتا ہے دیکھو چاند کو گہنا

(انشاء اللہ خان انشا)

نہ چھیڑ اے نکہتِ بادِ بہاری راہ لگ اپنی
تجھے اٹکھیلیاں سُوجھی ہیں ہم بیزار بیٹھے ہیں

(نادر لکھنوی)

نہ خنجر اُٹھے گا نہ تلوار ان سے
یہ بازو مرے آزمائے ہوئے ہیں

(جلیل مانک پوری)

نگاہ برق نہیں چہرہ آفتاب نہیں
وہ آدمی ہے مگر دیکھنے کی تاب نہیں

(محسن بھوپالی)

نیرنگئ سیاستِ دوراں تو دیکھیے
منزل انھیں ملی جو شریکِ سفر نہ تھے

(☆☆)

نجات مل گئی ناصح سے عمر بھر کے لیے
اسی کو بھیج دیا یار کی خبر کے لیے

(ڈاکٹر انعام الحق جاوید)

نہ ملنے کی شکایت کیوں نہ آنے کا گلہ کیسا
محبت تو محبت ہے محبت میں صِلہ کیسا

(ڈاکٹر انعام الحق جاوید)

نظر کے تیر خلا میں چلائے تھے اس نے
وہ جن کو شوق تھا خود ہی شکار ہوتے گئے

(☆☆)

نالۂ بُلبُلِ شیدا تو سُنا ہنس ہنس کر
اب جگر تھام کے بیٹھو مری باری آئی

(☆☆)

نوجوانوں کو پُرانوں پہ ہنسی آتی ہے
اور پُرانوں کو جوانوں پہ ہنسی آتی ہے

(آتش)

نہ پوچھ عالمِ برگشتہ طالعِ آتش
برستی آگ جو باراں کی آرزو کرتے

(ڈاکٹر انعام الحق جاوید)

نظر سے چھُپ کے رہنے والے ہی نایاب ہوتے ہیں
ہمیشہ قیمتی پتھر تہِ گرداب ہوتے ہیں

(مرزا غالب)

نکتہ چیں ہے غمِ دل اس کو سنائے نہ بنے
کیا بنے بات جہاں بات بنائے نہ بنے

(علامہ اقبال)

نہیں منّت کشِ تابِ شنیدن داستاں میری
خموشی گفتگو ہے، بے زبانی ہے زباں میری

(اسرار الحق مجاز)

نہ پوچھیے مری دُنیا کو، میری دنیا میں
خود آفتاب بھی ذرّہ ہے، آفتاب نہیں

(علامہ اقبال)

نالہ ہے بلبلِ شوریدہ ترا خام ابھی
اپنے سینے میں اسے اور ذرا تھام ابھی

(ڈاکٹر انعام الحق جاوید)

نہ پوچھ کیسے ترے دل میں گھر کیا ہم نے
یہ مرحلہ بڑی مدّت میں سَر کیا ہم نے

(ناصر کاظمی)

نئے کپڑے بدل کر جاؤں کہاں اور بال بناؤں کس کے لیے
وہ شخص تو شہر ہی چھوڑ گیا میں باہر جاؤں کس کے لیے

(جگر مراد آبادی)

نہیں جاتی، کہاں تک فکرِ انسانی نہیں جاتی
مگر اپنی حقیقت آپ پہچانی نہیں جاتی

(سلیم طاہر)

نظر کے آئینے حیرانیوں میں ٹھہرے ہیں
ترے جہاز مرے پانیوں میں ٹھہرے ہیں

(غلام محمد قاصر)

نظر نظر میں ادائے جمال رکھتے تھے
ہم ایک شخص کا کتنا خیال رکھتے تھے

(حسرت موہانی)

نہیں آتی تو یاد اُن کی مہینوں تک نہیں آتی
مگر جب یاد آتے ہیں تو اکثر یاد آتے ہیں

(حسرت موہانی)

نگاہ یار جسے آشنائے راز کرے
وہ اپنی خوبیِ قسمت پہ کیوں نہ ناز کرے

(احمد مشتاق)

نئے دیوانوں کو دیکھو تو خوشی ہوتی ہے
ہم بھی ایسے ہی تھے جب آئے تھے ویرانے میں

(محبوب ظفر)

نگاہ پڑنے نہ پائے یتیم بچوں کی
ذرا چھپا کے کھلونے دکان میں رکھنا

(و)

(قابل اجمیری)

وقت کرتا ہے پرورش برسوں
حادثہ ایک دَم نہیں ہوتا

(ڈاکٹر انعام الحق جاوید)

وہ ایک پَل کا توقّف تھا یا قیامت تھی
ترے جواب سے پہلے مرے سوال کے بعد

(کرامت علی شہیدی)

وہ پھُول سر چڑھا جو چمن سے نکل گیا
عزت اُسے ملی جو وطن سے نکل گیا

(سعادت یار رنگیں)

وہ نہ آئے تو تُو ہی چل رنگیں
اس میں کیا تیری شان جاتی ہے

(مرزا غالب)

ورق تمام ہُوا اور مدح باقی ہے
سفینہ چاہیے اس بحرِ بے کراں کے لیے

(ناظم انصاری)

وہ کون سا عقدہ ہے کہ وا ہو نہیں سکتا
کوشش کرے انسان تو کیا ہو نہیں سکتا

(شوکت فہمی)

وہ مجھ سے اتنی محبت جتانے لگتا ہے
کبھی کبھی تو مجھے خوف آنے لگتا ہے

(امام بخش ناسخ)

وہ نہیں بھولتا جہاں جاؤں
ہائے میں کیا کروں کہاں جاؤں

(حالی)

وہ بھولے ہوئے ہیں یہ عادت خدا کی
کہ حرکت میں ہوتی ہے برکت خدا کی

(ڈاکٹر ریاض مجید)

وقت خوش خوش کاٹنے کا مشورہ دیتے ہوئے
رو پڑا وہ خود بھی مجھ کو حوصلہ دیتے ہوئے

(نوح ناروی)

وہ نادم ہوئے قتل کرنے کے بعد
ملی زندگی مجھ کو مرنے کے بعد

(مہاراج بہادر برقؔ)

وہ آئے بزم میں اتنا تو برقؔ نے دیکھا
پھر اس کے بعد چراغوں میں روشنی نہ رہی

(کرامت علی شہیدی)

وعدۂ شام یہ کی ہم نے عبث جاگ کے صبح
وہ اُسی وقت نہ آتے، اگر آنا ہوتا

(خواجہ حسن)

وہ جب تک کہ زلفیں سنوارا کیا
کھڑا اس پہ میں جان وارا کیا

(☆☆)

وہ دَور بھی دیکھا ہے تاریخ کی آنکھوں نے
لمحوں نے خطا کی تھی صدیوں نے سزا پائی

(ذوق)

وقتِ پیری شباب کی باتیں
ایسی ہیں جیسے خواب کی باتیں

(فانی بدایونی)

وہ نظر کامیاب ہو کے رہی
دل کی بستی خراب ہو کے رہی

(امیر مینائی)

وہ دشمنی سے دیکھتے ہیں، دیکھتے تو ہیں
میں شاد ہوں کہ ہوں تو کسی کی نگاہ میں

(روحی کنجاہی)

وہ توجہ دے نہ دے لیکن صدا دیتے رہو
اپنے ہونے کا اسے روحی پتہ دیتے رہو

(فیض)

وہ تو وہ ہے تمہیں ہو جائے گی الفت مجھ سے
اک نظر تم مرا محبوبِ نظر تو دیکھو

(صوفی تبسّم)

وہ مجھ سے ہوئے ہم کلام اللہ اللہ
کہاں میں کہاں یہ مقام اللہ اللہ

(قتیل شفائی)

وہ میرا دوست ہے سارے جہاں کو ہے معلوم
دغا کرے وہ کسی سے تو شرم آئے مجھے

(ظہور نظر)

وہ بھی شاید رو پڑے ویران کاغذ دیکھ کر
میں نے اس کو آخری خط میں لکھا کچھ بھی نہیں

(بسمل صابری)

وہ عکس بن کے مری چشمِ تر میں رہتا ہے
عجیب شخص ہے پانی کے گھر میں رہتا ہے

(شہزاد احمد)

واقعہ کوئی نہ جنّت میں ہُوا میرے بعد
آسمانوں پہ اکیلا ہے خدا میرے بعد

(خمار بارہ بنکوی)

وہی پھر مجھے یاد آنے لگے ہیں
جنھیں بھولنے میں زمانے لگے ہیں

(زہرا نگاہ)

وہ آئے، خریدے مجھے، پنجرے میں بٹھا دے
میں باغ میں مینا کی طرح بول رہی ہوں

(مظفر وارثی)

وعدہ معاوضے کا نہ کرتا اگر خدا
خیرات بھی سخی سے نہ ملتی فقیر کو

(جرم محمد آبادی)

وہ جاتے جاتے ان کا مُڑ کے یہ کہنا خدا حافظ
وہ گھبرا کے پھٹے دامن سے آنسُو پونچھنا میرا

(اسلم انصاری)

وہ تو صدیوں کا سفر کر کے یہاں پہنچا تھا
تو نے مُنہ پھیر کے جِس شخص کو دیکھا بھی نہیں

(محمود شام)

وہ تو دیوار گرانے سے ہی مِل سکتی تھی
جو اماں ڈھونڈتے تھے سایۂ دیوار میں ہم

(وسیم بریلوی)

وہ جھوٹ بول رہا تھا بڑے سلیقے سے
میں اعتبار نہ کرتا تو اور کیا کرتا

(محسن چنگیزی)

وقت نے اس کے مقدّر میں لکھی تاریکی
جِس نے چڑھتے ہوئے سُورج کی طرف داری کی

(ظریف لکھنوی)

وہ خطِ شوق کے جتنے پلندے چاہے لے جائے
کبوتر ڈاکخانے میں ملازم ہو نہیں سکتا

(☆☆)

وعدہ غلط پتے بھی بتائے ہوئے غلط
تم اپنے گھر مِلے نہ رقیبوں کے گھر مِلے

(☆☆)

وہ آئے بہرِ عیادت میں ہوا طالبِ وصل
وہ یہ کہتے ہوئے بھاگے کہ یہ بیمار نہیں

(درد)

وائے نادانی کہ وقتِ مرگ یہ ثابت ہوا
خواب تھا جو کچھ کہ دیکھا جو سُنا افسانہ تھا

(☆☆)

وہ آنکھوں آنکھوں میں کرتے ہیں اس طرح باتیں
کہ کانوں کان کسی کو خبر نہیں ہوتی

(م حسن لطیفی)

وابستہ میری یاد سے کچھ تلخیاں بھی تھیں
اچھا کیا جو مجھ کو فراموش کر دیا

(شکیل بدایونی)

وہ نوائے مضمحل کیا، نہ ہو جس میں دل کی دھڑکن
وہ صدائے اہلِ دل کیا، جو عوام تک نہ پہنچے

(شکیل بدایونی)

وہی کارواں، وہی راستے، وہی زندگی وہی مرحلے
مگر اپنے اپنے مقام پر کبھی تم نہیں کبھی ہم نہیں

(نوح ناروی)

وہ کہتے ہیں آؤ مری انجمن میں مگر اب نہیں میں وہاں جانے والا
کہ اکثر بلایا بلا کر بٹھایا بٹھا کر اٹھایا، اٹھا کر نکالا

(شعری بھوپالی)

وہی تمنّا، وہی تجسّس، وہی ہے عالم ہنسی خوشی کا
ہزار ہا غم اٹھائے لیکن مزاج بدلا نہ زندگی کا

(سعداللہ شاہ)

وہ مجھ کو چھوڑ گیا تو مجھے یقین آیا
کوئی بھی شخص ضروری نہیں کسی کے لیے

(پروین شاکر)

وہ تو خوشبو ہے، ہواؤں میں بکھر جائے گا
مسئلہ پھول کا ہے، پھول کدھر جائے گا

(احسان دانش)

وفا کا عہد تھا دل کو سنبھالنے کے لیے
وہ ہنس پڑے، مجھے مشکل میں ڈالنے کے لیے

(اقبال ساجد)

وہ چاند ہے تو عکس بھی پانی میں آئے گا
کردار خود ابھر کے کہانی میں آئے گا

(اطہر نفیس)

وہ عشق جو ہم سے روٹھ گیا، اب اس کا حال بتائیں کیا
کوئی مہر نہیں، کوئی قہر نہیں، پھر سچا شعر سنائیں کیا

(اختر شیرانی)

وہ کہتے ہیں رنجش کی باتیں بھلا دیں
محبت کریں، خوش رہیں، مسکرا دیں

(ڈاکٹر انعام الحق جاوید)

وہ کہ جو رب کو بھول سکتا ہے
وہ تو پھر سب کو بھول سکتا ہے

(قتیل شفائی)

وہ دل ہی کیا ترے ملنے کی جو دعا نہ کرے
میں تجھ کو بھول کے زندہ رہوں خدا نہ کرے

(عدم)

وہ باتیں تری، وہ فسانے ترے
شگفتہ شگفتہ بہانے ترے

(جگر مراد آبادی)

وہ یوں دل سے گزرتے ہیں کہ آہٹ تک نہیں ہوتی
وہ یوں آواز دیتے ہیں کہ پہچانی نہیں جاتی

(محسن نقوی)

وہ دلاور جو سیہ شب کے شکاری نکلے
وہ بھی چڑھتے ہوئے سورج کے پجاری نکلے

(حسن عباسی)

وہ کر نہیں رہا تھا مری بات کا یقیں
پھر یُوں ہُوا کہ مر کے دکھانا پڑا مجھے

(نصرت مسعود)

وہ کہتا ہے کہ میں اُس کی ضرورت بن چکی ہوں
تو گویا وہ مجھے حسبِ ضرورت چاہتا ہے

(ہ)

(رئیس امروہوی)

ہم بھی کبھی تھے اشرفِ مخلوق اے رئیس
دُنیا نے مار مار کے دُنبہ بنا دیا

(☆☆)

ہمیں ناز ہے بس اداؤں پہ ان کی
پسند اپنی اپنی خیال اپنا اپنا

(اکبرالٰہ آبادی)

ہم آہ بھی کرتے ہیں تو ہو جاتے ہیں بدنام
وہ قتل بھی کرتے ہیں تو چرچا نہیں ہوتا

(درد)

ہرچند آئنہ ہوں پر اتنا ہوں ناقبول
منہ پھیر لے وہ جس کے مجھے، روبرو کریں

(میر تقی میر)

ہستی اپنی حباب کی سی ہے
یہ نمائش سراب کی سی ہے

(داغ)

ہوش و حواس، تاب وتواں داغ جاچکے
اب ہم بھی جانے والے ہیں سامان تو گیا

(نظم طباطبائی)

ہَوا کچھ ایسی چلے الٰہی، دکھا دے چہرہ اُڑا کے آنچل
وہ جھانکتا بھی جو ہے ستمگر تو کھڑکیوں سے لگا کے آنچل

(حالؔی)

ہم جس پہ مر رہے ہیں وہ ہے بات ہی کچھ اور
عالم میں تجھ سے لاکھ سہی تُو مگر کہاں

(حالؔی)

ہوتی نہیں قبول دُعا ترکِ عشق کی
دل چاہتا نہ ہو تو زباں میں اثر کہاں

(☆☆)

ہم سا کوئی گم نام زمانے میں نہ ہوگا
گم ہو وہ نگیں جس پہ کھدے نام ہمارا

(ناصر کاظمؔی)

ہمارے گھر کی دیواروں پہ ناصر
اداسی بال کھولے سو رہی ہے

(ریاضؔ خیر آبادی)

ہم بھی پئیں تمھیں بھی پلائیں تمام رات
جاگیں تمام رات، جگائیں تمام رات

(شاہؔ نصیر دہلوی)

ہنسے ہے کوٹھے پہ یوسف اپنا، میں زیرِ دیوار رو رہا ہوں
عزیزو دیکھو، مری نظر سے، فلک پہ بجلی زمیں پہ باراں

(صابر ظفر)

ہمارا عشق ظفر رہ گیا دھرے کا دھرا
کرایہ دار اچانک مکان چھوڑ گیا

(ڈاکٹر انعام الحق جاوید)

ہاتھ اس نے کیا ملایا کہ تن من پھڑک اُٹھا
دل اُنگلیوں کی پوروں میں آ کر دھڑک اُٹھا

(شوکت واسطی)

ہم زندگی کی جنگ میں ہارے ضرور ہیں
لیکن کسی محاذ سے پسپا نہیں ہوئے

(جون ایلیا)

ہیں دلیلیں ترے خلاف مگر
سوچتا ہوں تری حمایت میں

(قائم نقوی)

ہمارا قتل ہُوا دفتروں کی کربل میں
ہم اپنے نقش فقط فائلوں پہ چھوڑ گئے

(محبوب ظفر)

ہمیں تو اہلِ سیاست نے یہ بتایا ہے
کسی کا تیر کسی کی کمان میں رکھنا

(فاروق روکھڑی)

ہم تم ہوں گے بادل ہوگا
رقص میں سارا جنگل ہوگا

(شفیع منصور)

ہے مرا اپنا ارادہ بھی سفر کا منصوؔر
ورنہ یاروں کو بہت دُور نہ جانے دیتا

(رئیس امروہوی)

ہم اپنی زندگی تو بسر کر چکے رئیس
ہے کس کی زندگی جو بسر کر رہے ہیں ہم

(ادا جعفری)

ہاتھ کانٹوں سے کر لیے زخمی
پھول بالوں میں اک سجانے کو

(منشی سالک رام سالک)

ہُنر سے تو خالی ہیں دُنیا میں لاکھوں
مگر عیب سے کوئی خالی نہیں ہے

(☆☆)

ہتھکڑی کٹ کے نہ گر جائے تو میرا ذمّہ
تم ذرا کہہ کے تو دیکھو کہ بہار آئی ہے

(اختر سعیدی)

ہیں دو فریق برسرِ پیکار دیکھنا
گرتی ہے کس کے ہاتھ سے تلوار دیکھنا

(بابا ذہین شاہ تاجی)

ہم میں تُم اور تم میں ہم گُم ہوگئے
ہوتے ہوتے ایک ہم تُم ہوگئے

(☆☆)

ہے کوئی بات آج ہونے کو
جی بہت چاہتا ہے رونے کو

(انجم خیالی)

ہر گھر میں اک ایسا کونہ ہوتا ہے
جِس میں بیٹھ کے سب کو رونا ہوتا ہے

(راحت اندوری)

ہمارے سَر کی پھٹی ٹوپیوں پہ طنز نہ کر
ہمارے تاج عجائب گھروں میں رَکھّے ہیں

(قیوم طاہر)

ہوا کے ساتھ بھی رشتے بہت پُرانے ہیں
مگر چراغ تو ہر حال میں جلانے ہیں

(امیر مینائی)

ہوئے نامور بے نشاں کیسے کیسے
زمیں کھا گئی آسماں کیسے کیسے

(غالب)

ہر چند ہو مشاہدۂ حق کی گفتگو
بنتی نہیں ہے بادہ و ساغر کہے بغیر

(مرزا غالب)

ہوئی تاخیر تو کچھ باعثِ تاخیر بھی تھا
آپ آتے تھے مگر کوئی عناں گیر بھی تھا

(امام بخش ناسخ)

ہے عجب رنگ کی وحشت ترے دیوانے میں
جی نہ آبادی میں لگتا ہے نہ ویرانے میں

(لچھمی نرائن شفیق)

ہمیں کنجِ قفس میں چھوڑ کر صیّاد جاتا ہے
خدا جانے کہ ہم سے خوش ہے یا ناشاد جاتا ہے

(علامہ اقبال)

ہر لحظہ نیا طُور نئی برقِ تجلّی
اللہ کرے مرحلۂ شوق نہ ہو طے

(انجم رومانی)

ہے واقعہ کچھ اور روایت کچھ اور ہے
یاروں کو یعنی ہم سے شکایت کچھ اور ہے

(سودا)

ہم نے کیا کیا نہ ترے عشق میں محبوب کیا
صبرِ ایوب کیا گریۂ یعقوب کیا

(رضی اختر شوق)

ہم روحِ سفر ہیں ہمیں ناموں سے نہ پہچان
کل اور کسی نام سے آجائیں گے ہم لوگ

(وجد)

ہم نے نقشِ ہوس خام نہیں چھوڑا ہے
کام چھوڑا ہے کہیں نام نہیں چھوڑا ہے

(مرزا غالب)

ہزاروں خواہشیں ایسی کہ ہر خواہش پہ دَم نکلے
بہت نکلے مرے ارمان لیکن پھر بھی کم نکلے

(ڈاکٹر انعام الحق جاوید)

ہر لفظ کو کاغذ پہ اُتارا نہیں جاتا
ہر نام سرِ عام پکارا نہیں جاتا
ہوتی ہیں محبت میں کئی راز کی باتیں
ویسے ہی تو اس کھیل میں ہارا نہیں جاتا

(آتش)

ہر شب، شبِ برات ہے، ہر روز، روزِ عید
سوتا ہُوں ہاتھ گردنِ مینا میں ڈال کے

(شیفتہ)

ہم طالبِ شہرت ہیں ہمیں ننگ سے کیا کام
بدنام اگر ہوں گے تو کیا نام نہ ہوگا

(مرزا جمعیت شاہ ماہر)

ہم بھی ضرور کعبے کو چلتے پر اب تو شیخ
قِسمت سے بُت کدے میں ہی دیدار ہوگیا

(والی آسی)

ہم جو کچھ ہیں، ہم جیسے ہیں ویسے ہی دکھائی دیتے ہیں
چہرے پہ بھبھُوت نہیں ملتے کبھی کالے بال نہیں کرتے

(میر تقی میر)

ہم ہوئے تم ہوئے کہ میؔر ہوئے
اس کی زلفوں کے سب اسیر ہوئے

(کپتان الیگزینڈر ہیڈر لی آزاد)

ہم نے دکھا دکھا تری تصویر جا بجا
ہر اک کو اپنی جان کا دشمن بنا لیا
(ڈاکٹر انعام الحق جاوید)

ہزاروں ملنے والے صرف واقف کار ہوتے ہیں
حقیقی یار یا غم خوار بس دو چار ہوتے ہیں
(انجم رومانی)

ہے شور مرے چار طرف اور طرح کا
آتی ہے مرے دل سے ندا اور طرح کی
(ذوق)

ہو تُو عاشق سوچ کر اس دشمنِ ایمان کا
دل، نہ کر جلدی کہ جلدی کام ہے شیطان کا
(اکبر الٰہ آبادی)

ہم ایسی کُل کتابیں قابلِ ضبطی سمجھتے ہیں
کہ جن کو پڑھ کے لڑکے باپ کو خبطی سمجھتے ہیں
(فانی)

ہر نفس عمرِ گزشتہ کی ہے میّت فانی
زندگی نام ہے مر مر کے جئے جانے کا
(ظہیر کاشمیری)

ہمیں خبر ہے کہ ہم ہیں چراغِ آخرِ شب
ہمارے بعد اندھیرا نہیں اجالا ہے

(ساحر لدھیانوی)

ہر قدم مرحلۂ دار و صلیب آج بھی ہے
جو کبھی تھا، وہی انساں کا نصیب آج بھی ہے

(ادا جعفری)

ہونٹوں پہ کبھی ان کے مرا نام ہی آئے
آئے تو سہی، برسرِ الزام ہی آئے

(منصور آفاق)

ہر قدم پر کوئی دیوار کھڑی ہونی تھی
میں بڑا تھا مری مشکل بھی بڑی ہونی تھی

(سیف الدین سیف)

ہم کو تو گردشِ حالات پہ رونا آیا
رونے والے، تجھے کس بات پہ رونا آیا

(حمایت علی شاعر)

ہر قدم پر نِت نئے سانچے میں ڈھل جاتے ہیں لوگ
دیکھتے ہی دیکھتے کتنے بدل جاتے ہیں لوگ

(جمال احسانی)

ہوا نہ جانے کہاں لے گئی وہ تیر کہ جو
نشانے پر بھی تھا اور کمان میں بھی نہ تھا

(صادق نسیم)

ہوا ہی ایسی چلی ہے ہر ایک سوچتا ہے
تمام شہر جلے ایک میرا گھر نہ جلے

(ی)

(رام ریاض)

یہاں کے سارے مضامین اختیاری ہیں
یہاں جو رو نہ سکے، مسکرانے لگتا ہے

(اختر انصاری دہلوی)

یادِ ماضی عذاب ہے یارب
چھین لے مجھ سے حافظہ میرا

(جلیل عالی)

یہ کہہ کے پھینک دیے اہلِ کارواں نے چراغ
ہمیں تو شہر میں ہونا ہے شام سے پہلے

(قتیل شفائی)

یہ معجزہ بھی محبت کبھی دکھائے مجھے
کہ سنگ تجھ پہ گرے اور زخم آئے مجھے

(نظام رامپوری)

یہ بھی نیا ستم ہے، حنا تو لگائیں غیر
اور اس کی داد چاہیں وہ مجھ کو دکھا کے ہاتھ

(نسیم امروہوی)

یہ انتظار نہ ٹھہرا کوئی بلا ٹھہری
کسی کی جان گئی آپ کی ادا ٹھہری

(ظفر اقبال)

یوں بھی نہیں کہ میرے بلانے سے آ گیا
جب رہ نہیں سکا تو بہانے سے آ گیا

(حبیب جالب)

یہ اعجاز ہے حسنِ آوارگی کا
جہاں بھی گئے داستاں چھوڑ آئے

(جلیل مانک پوری)

یہ جو سر نیچے کیے بیٹھے ہیں
جان کتنوں کی لیے بیٹھے ہیں

(ساغر نظامی)

یہ بھی کسی غریب کے گھر کا دیا ہے زندگی
شام ہوئی جلا دیا رات ہوئی بجھا دیا

(ساغر نظامی)

یہ مے کدہ ہے ترا مدرسہ نہیں واعظ
یہاں شراب سے انساں بنائے جاتے ہیں

(غلام ربانی تاباں)

یہ چار دن کی رفاقت بھی کم نہیں اے دوست
تمام عمر بھلا کون ساتھ دیتا ہے

(اقبال ساجد)

یہ ترے اشعار تیری معنوی اولاد ہیں
اپنے بچے بیچنا اقبال ساجد چھوڑ دے

(کرشن چندر حیرت گونڈوی)

یہ کہہ دو جا کے واعظ سے اگر سمجھانے آئے ہیں
کہ ہم دیر و حرم ہوتے ہوئے مے خانے آئے ہیں

(نواب محمد علی خان رشکی)

یہ منصبِ بُلند ملا جِس کو مِل گیا
ہر مدّعی کے واسطے دار و رسن کہاں

(جام نوائی بدایونی)

یاد ہے مسجد گئے تھے دے کے پیمانہ مجھے
میں وہی ہُوں قبلۂ عالم نے پہچانا مجھے

(منیر بھوپالی)

یقیں ان کے وعدے پہ لانا پڑے گا
یہ دھوکا تو دانستہ کھانا پڑے گا

(ریحانہ قمر)

یاد آؤں گی تجھے اچھے دنوں کی صورت
میں مکمل تری تنہائی نہ ہونے دُوں گی

(شوکت فہمی)

یہ ترا شہر بھی ہے شہرِ زلیخا جاناں
وہ پیمبر ہے جو دامن کو بچا لے جائے

(☆☆)

یارب تباہ کاروں کا تُو کارساز ہے
بندے کو ناز ہے کہ تُو بندہ نواز ہے

(سودا)

یہ چمن یونہی رہے گا اور ہزاروں جانور
اپنی اپنی بولیاں سب بول کر اُڑ جائیں گے

(انجم رومانی)

یوں بھی کچھ لوگ انھیں لُوٹ کے لے جاتے ہیں
کچھ طبیعت بھی فقیروں کی غنی ہوتی ہے

(☆☆)

یہ بزمِ مے ہے یاں کوتاہ دستی میں ہے محرومی
جو بڑھ کر تھام لے ہاتھوں میں یاں مینا اُسی کا ہے

(میر تقی میر)

یُوں اٹھے آہ اس گلی سے ہم
جیسے کوئی جہاں سے اُٹھتا ہے

(جون ایلیا)

یہ مجھے چین کیوں نہیں پڑتا
ایک ہی شخص تھا، جہان میں کیا؟

(انور مسعود)

یہی معیارِ دیانت ہے تو کل کا تاجر
برف کے باٹ لیے دُھوپ میں بیٹھا ہوگا

(امام بخش ناسخ)

یاد آتی ہیں ہمیں جان! تمھاری باتیں
ہائے وہ پیار کی آواز وہ پیاری باتیں

(ظہیر دہلوی)

یوں تو ہوتے ہیں محبت میں جنوں کے آثار
اور کچھ لوگ بھی دیوانہ بنا دیتے ہیں

(ڈاکٹر انعام الحق جاوید)

یہ اور بات کہ بازی اُسی کے ہاتھ رہی
وگرنہ فرق تو لے دے کے ایک چال کا تھا

(جرأت الہٰ آبادی)

یہ عکس ہے تمہارے رُخِ بے نقاب کا
یا آئینے میں پھُول کھِلا ہے گلاب کا

(محمد اظہار الحق)

یہ ریشم یہ لباسِ حکمرانی جل اُٹھے گا
وہ ظلمت ہے کہ آخر کار پانی جل اُٹھے گا

(جرأت)

یاں جو آئے ہے وہ پاس ہی بیٹھے ہے ترے
ہم کہاں تک ترے پہلو سے سرکتے جاویں

(ظفر اقبال)

یہاں کسی کو بھی کچھ حسبِ آرزو نہ ملا
کسی کو ہم نہ ملے اور ہم کو تُو نہ ملا

(میر حسین تسکین)

یاں انتظار ہی میں کٹی میری ساری رات
واں، وعدہ کب کیا تھا، انھیں یاد بھی نہیں

(عظیم الدین آشفتہ)

یُوں کاندھے پر زلفیں اس کے بل کھاتی ہیں وقتِ خرام
مارِ سیہ کو ڈال گلے میں جیسے سپیرے پھرتے ہیں

(ڈاکٹر انعام الحق جاوید)

یہاں ہونا ضروری یا وہاں ہونا ضروری ہے
سمجھ میں کچھ نہیں آتا کہاں ہونا ضروری ہے

(علامہ اقبال)

یہ دستورِ زباں بندی ہے کیسا تیری محفل میں
یہاں تو بات کرنے کو ترستی ہے زباں میری

(امیر مینائی)

یہ چرچے یہ صحبت یہ عالم کہاں
خدا جانے کل تم کہاں ہم کہاں

(رجب علی بیگ سرور)

یادگارِ زمانہ ہیں ہم لوگ
سُن رکھو تم، فسانہ ہیں ہم لوگ

(مومن)

یہ عذرِ امتحاں میں جذبِ دل کیسا نکل آیا
میں الزام ان کو دیتا تھا قصور اپنا نکل آیا

(ظہیر دہلوی)

یہ سب کہنے کی باتیں ہیں ہم ان کو چھوڑ بیٹھے ہیں
جب آنکھیں چار ہوتی ہیں مروّت آ ہی جاتی ہے

(نواب مصطفٰے خان شیفتہ)

یُوں وفا اُٹھ گئی زمانے سے
کبھی گویا کسی میں تھی ہی نہیں

(نجیب احمد)

یہ جوانی تو بڑھاپے کی طرح گزرے گی
عمر جب کاٹ چکوں گا تو شباب آئے گا

(احسان دانش)

یہ اُڑی اُڑی سی رنگت یہ کُھلے کُھلے سے گیسو
تری صبح کہہ رہی ہے تری رات کا فسانہ

(☆☆)

یہ روشن ستارے نگاہوں میں رکھنا
بہت دُور تک رات ہی رات ہوگی
مسافر ہو تم بھی مسافر ہیں ہم بھی
کسی موڑ پر پھر ملاقات ہوگی

(ولی دکنی)

یاد کرنا ہر گھڑی اُس یار کا
ہے وظیفہ مجھ دلِ بیمار کا

(انشاءاللہ خان انشا)

یہ جو مہنت بیٹھے ہیں رادھا کے کُنڈ پر
اوتار بن کے گرتے ہیں پریوں کے جُھنڈ پر

(آتش)

یہ آرزو تھی تجھے گل کے روبرو کرتے
ہم اور بلبلِ بے تاب گفتگو کرتے

(انشآءاللہ خان انشا)

یہ عجیب ماجرا ہے کہ بروزِ عیدِ قرباں
وہی ذبح بھی کرے ہے وہی لے ثواب اُلٹا

(احمد فراز)

یہ دہن زخم کی صورت ہے مرے چہرے پر
یا مرے زخم کو بھر یا مجھے گویائی دے

(اقبال کوثر)

یہ کن نشانوں پہ ساحر نے تیر مار دیے
کہ آدمی تو نہ مارے، ضمیر مار دیے

(جگر مرادآبادی)

یوں زندگی گزار رہا ہوں ترے بغیر
جیسے کوئی گناہ کیے جا رہا ہوں میں

(غالب)

یہ نعشِ بے کفن اسدِ خستہ جاں کی ہے
حق مغفرت کرے عجب آزاد مرد تھا

فارسی

(میرزا بیدل)

ہر کہ اینجا مے رسد بے اعتدالی مے کُند
شمع ہم در بزمِ مستاں شیشہ خالی مے کُند

(☆☆)

اظہارِ عجز پیشِ جفا پیشہ ابلہی ست
اشکِ کباب باعثِ طُغیانِ آتش است

(امیر خسرو)

ہر دو عالم قیمتِ خود گفتہ ای
نرخ بالا کُن کہ ارزانی ہنوز

(خواجہ حافظ)

پئے مشورت مجلس آراستند
نشستند و گفتند و برخواستند

(☆☆)

کسے نہ ماند کہ او را بچشمِ ناز کُشی
بجُز کہ زندہ کُنی خلق را و باز کُشی

(مرزا غالب)

مکُن گمانِ توارد یقیں شناس کہ دُزد
متاعِ من ز نہاں خانۂ ازل بُرد است

(☆☆)

درمیان قعرِ دریا تختہ بندم کردہ ای
باز مے گوئی کہ دامن تر مکُن ہشیار باش

(صائب)

آدمی پیر چوں شُد حرص جواں مے گردد
خوابِ سگ وقت سحر گاہ گراں مے گردد

(☆☆)

شعر گفتن گرچہ دُر سُفتن بوَد
شعر فہمیدن بہ از گفتن بوَد

(طالب آمری)

ثنائے خود بخود کردن نہ زیبد مردِ دانا را
چُوں زن پستانِ خود مالد کُجا لذّت شود پیدا

(☆☆)

چُوں آہنگِ رفتن کُند جانِ پاک
چہ برتخت مُردن چہ بَر روئے خاک

(ابوطالب کلیم)

موجیم کہ آسودگیِ ما عدم ماست
ما زندہ ازانیم کہ آرام نہ گیریم!

(حافظ شیرازی)

آنکہ او در کلبۂ احزاں پسر گم کردہ یافت
تو کہ چیزے گم نہ کردی، از کجا پیدا شود

(صائب)

دوست، دشمن مے شود صائب بوقتِ بے کسی
خونِ زخمِ آہواں رہ مے دہد صیّاد را

(☆☆)

ع

قدر جوہر شاہ داند یا بداند جوہری

(ڈاکٹر انعام الحق جاوید)

شکستم شب بتِ خود را شکستم
ادائے سنگ در آئینہ بستم

(غزالی مشہدی)

شورے شُد و از خوابِ عدم دیدہ کشودیم
دیدیم کہ باقیست شبِ فتنہ غنودیم

(خواجہ حافظ)

گرچہ پیرم، تُو شبِ تنگ در آغوشم گیر
تا سحر گہ ز کنارِ تو جواں برخیزم

(شیخ سعدی)

گِلِ خوشبوئے در حمام روزے
فتاد از دستِ محبوبِ بدستم

بدو گفتم کہ مُشکی یا عبیری
کہ از بوئے دلِ آویزِ تو مستم

بگفتا من گِلِ، ناچیز بودم
ولیکن مُدّتے باگُل نشستم

جمالِ ہمنشیں در من اثر کرد
وگرنہ من ہمی خاکم کہ ہستم

(☆☆)

آں چہ دانا کُند کُند ناداں
لیک بعد از خرابیءِ بسیار

(☆☆)

علم را بر تن زنی مارے بود
علم را بر دِل زنی یارے بود
(محمد حسین قتیل کھتری)

مارا بہ غمزہ کُشت و قضا را بہانہ ساخت
خود سوئے ما نہ دِید و حیا را بہانہ ساخت

دستِ بدوشِ غیر نہاد از رہِ کرم
ما را چوں دید لغزشِ پا را بہانہ ساخت

رفتم بہ مسجدے کہ بہ بینم جمالِ دوست
دستش بہ رُخ کشید و دعا را بہانہ ساخت

آمد برونِ خانہ چوں آوازِ ما شنید
بخشیدنِ نوالہ گدا را بہانہ ساخت

زاہد نداشت تابِ جمالِ پری رُخاں
کُنجِ گرفت و یادِ خدا را بہانہ ساخت

خونِ قتیلِ بے سرو پا را بپائے خویش
مالید آں نگار و حنا را بہانہ ساخت

Naadir-o-Naayaab Ashaar

Compiled by

Dr. Asaf Riyaz-i- Qadeer

Houston-Texas - United States of America

ڈاکٹر آصف ریاضِ قدیر

کبھی یقین میں ہوتا ہوں اور کبھی گمان میں ہوتا ہوں
کسی کو دھیان میں رکھتا ہوں اور کسی کے دھیان میں ہوتا ہوں
اتنے برسوں بعد بھی آصفؔ کیا بتلاؤں تم کو میں
امریکہ میں رہتا ہوں اور پاکستان میں ہوتا ہوں

ISB No: 978-969-8943-22-6